10

اِسلامیات (لازمی)

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

مسجد وزیر خان، لاہور

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان نہایت رحم فرمانے والا ہے۔

اسلامیات

(لازمی)

برائے جماعت دہم

یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق

Web Version of PCTB Textbook

پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بُک بورڈ، لاہور

اس کتاب کو پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور نے یکساں قومی نصاب 2022ء کے مطابق Align کیا ہے۔ جملہ حقوق بحق پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور محفوظ ہیں۔
اس کتاب کا کوئی حصہ نقل یا ترجمہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ ہی اسے ٹیسٹ پیپرز، گائیڈ بکس، خلاصہ جات، نوٹس یا امدادی کتب کی تیاری میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔

منظور شدہ: متحدہ علما بورڈ، پنجاب، لاہور، بمطابق مراسلہ نمبر: ایم یو بی (پی سی ٹی بی / 5 / درسی کتب) 105/2022 مورخہ 08-09-2022

تمام مکاتبِ فکر کے علما کرام پر مشتمل، اتحاد تنظیماتِ مدارس پاکستان (ITMP) کی مجوزہ کمیٹی کو وزارتِ وفاقی تعلیم و پیشہ ورانہ تربیت (MoFE&PT)، اسلام آباد نے مورخہ 20 اپریل 2017ء کو بمطابق مراسلہ نمبر 3(8)/2015/E-III نوٹی فائی کیا۔ اس کمیٹی نے ''دی علم فاؤنڈیشن، کراچی'' کے مرتب کردہ قرآن مجید کے ترجمے پر مکمل اتفاق کیا، جسے اس درسی کتاب میں استعمال کیا گیا ہے۔

ریویو کمیٹی

- علامہ ڈاکٹر راغب حسین نعیمی — ممبر اسلامی نظریاتی کونسل / مہتمم اعلیٰ جامعہ نعیمیہ، گڑھی شاہو، لاہور
- مفتی شاہد عبید — استاذ الحدیث، جامعہ اشرفیہ، فیروز پور روڈ، لاہور
- علامہ ڈاکٹر حافظ حسن مدنی — مہتمم جامعہ اسلامیہ رحمانیہ، لاہور
- علامہ ڈاکٹر محمد رشید ترابی — ڈائریکٹر، جامعۃ الواعظین، لاہور
- ڈاکٹر حارث مبین — ڈائریکٹر، ڈیپارٹمنٹ آف قرآن وسنہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور
- ڈاکٹر محمد اکرم ورک — پروفیسر آف اسلامک سٹڈیز، گورنمنٹ گریجوایٹ کالج، سٹیلائٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
- ڈاکٹر محمد اویس سرور — صدر شعبہ عربی وعلوم اسلامیہ، گورنمنٹ اسلامیہ کالج فار بوائز، لاہور کینٹ
- ڈاکٹر سلطان سکندر — اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ اسلامیہ گریجوایٹ کالج، ریلوے روڈ، لاہور
- ڈاکٹر عبد الغفور — سینئر سکول ٹیچر گورنمنٹ ہائی سکول، مندر روڈ، چنیوٹ
- ڈاکٹر آصف جاوید — گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج فار بوائز، اوکانوالہ بنگلہ، چیچہ وطنی، ساہیوال
- ڈاکٹر محمد منشا طیب — گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج، پھول نگر، قصور
- ڈاکٹر شاہد فریاد — ماہر مضمون، پنجاب ایگزامینیشن کمیشن، لاہور
- رضیہ سلطانہ — ماہر مضمون، قائدِ اعظم اکیڈمی فار ایجوکیشنل ڈویلپمنٹ، شرقپور
- ڈاکٹر فخر الزمان — سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ماہر زبان
- ڈاکٹر جمیل الرّحمان — اسسٹنٹ پروفیسر (شعبہ اُردو)، غازی یونیورسٹی، ڈیرہ غازی خان

نگران طباعت
- **ڈاکٹر فخر الزمان** سینئر ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
- **محمد صفدر جاوید** معاون ماہر مضمون، پنجاب کریکولم اینڈ ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

تجرباتی ایڈیشن

- ڈائریکٹر (مسوّدات): محترمہ فریدہ صادق
- ڈپٹی ڈائریکٹر (گرافکس) سیدہ انجم واصف
- کمپوزنگ: عرفان شاہد، محمد اظہر
- لے آؤٹ اینڈ ڈیزائننگ: حافظ انعام الحق

Web Version of PCTB Textbook

فہرست

باب اوّل: **قرآن مجید و حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ**

(الف) ترجمہ قرآنِ مجید 1

(ب) حفاظت و تدوینِ حدیث (دورِ اوّل) 2

(ج) احادیثِ نبویہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ 6

باب دوم: **ایمانیات و عبادات**

(الف) ایمانیات: (۱) ملائکہ 8

(۲) کتبِ سماویہ (آسمانی کتابیں) 11

(۳) عقیدۂ آخرت 15

(ب) عبادات: (۱) زکوٰۃ 19

(۲) حج اور قربانی 22

باب سوم: **سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ**

(الف) عہدِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کے ماہ و سال (مدنی دَور)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بطور معاشرتی مصلح

(۱) غزوۂ تبوک 26

(۲) حجۃ الوداع 30

(۳) وصالِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) 34

(ب) اُسوۂ رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) اور ہماری زندگی

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بطور سرچشمۂ ہدایت

(۱) صلہ رحمی 38

(۲) خواتین کے ساتھ حسن سلوک 42

(۳) اندازِ تربیت 45

Web Version of PCTB Textbook

باب چہارم: اَخلاق وآداب

(۱) اخلاص وتقوٰی 49
(۲) پردہ پوشی 53
(۳) جھوٹ 56
(۴) غیبت اور بہتان 59
(۵) جادُو، فال اور توہم پرستی 62

باب پنجم: حسنِ معاشرت ومعاملات

(۱) سُود کی حرمت 66
(۲) اسلامی ریاست 70
(۳) جہاد فی سبیل اللہ 74

باب ششم: ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

(۱) حضرت امام زید بن علی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیہ 78
(۲) حضرت عَمرو بن العاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ 81
(۳) حضرت جابر بن عبد اللہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ 84
(۴) حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ 87
(۵) صحابیات (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ) 90
(۶) صوفیہ کرام (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیہِم) 94
(۷) علما ومفکرین (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیہِم) 98

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی 101
(2) اسلامی تہذیب کے امتیازات 105

Web Version of PCTB Textbook

باب اوّل

قرآنِ مجید و حدیثِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ)

(الف) ترجمہ قرآنِ مجید

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ سورتوں کا تعارف اور ان کے شانِ نزول کے بارے جان سکیں۔
- سورتوں کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
- مذکورہ سورتوں کا با محاورہ ترجمہ پڑھ کر سمجھ سکیں۔
- سورتوں میں موجود تعلیمات کو سمجھ سکیں۔
- تلاوتِ قرآن مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
- منتخب سورتوں میں مذکورہ تعلیمات کو سمجھ کر روزمرہ زندگی میں ان پر عمل کر سکیں۔

جماعت دہم میں ترجمۃ القراٰن المجید کا الگ سے مضمون متعارف کروایا گیا ہے جس میں طلبہ درج ذیل نصاب پڑھیں گے:

1. سُوْرَةُ الْاَنْعَامِ
2. سُوْرَةُ يُوْنُس سے سُوْرَةُ الْكَهْفِ (علاوہ سُوْرَةُ يُوْسُف)
3. سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن
4. سُوْرَةُ الْاَعْرَافِ
5. سُوْرَةُ الزُّمَر سے سُوْرَةُ الشُّوْرٰى

ترجمۃ القراٰن المجید کی تعلیم کے لیے الگ سے پیریڈ مختص کیے جائیں گے اور اس کا امتحان بھی الگ سے ہوگا، جس کے لیے کل نمبر پچاس مقرر کیے گئے ہیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک پر تحقیقی مضمون لکھیں۔
- نصاب میں موجود سورتوں میں سے کسی ایک کے مرکزی مضامین پر مشتمل چارٹ بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو مختلف گروہوں میں تقسیم کر کے ترجمہ قرآنِ مجید میں پڑھی گئی سورتوں کے اہم نکات کی فہرست بنوائیں۔
- ترجمہ قرآنِ مجید کی تعلیم کا سلسلہ پورا سال جاری رکھیں۔
- طلبہ کی قراءت کی درستی کے لیے طلبہ کو کسی معروف قاری کی آواز میں قراءت سنائی جائے۔
- مسابقہ حسنِ قراءت کروائیں اور بہترین کارکردگی کے حامل طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ب) حفاظت وتدوینِ حدیث: دورِ اوّل

(عہدِ نبوی خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم، عہدِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم)

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- تدوین حدیث شریف کی اہمیت کے بارے میں جان سکیں۔
- عہدِ رسالت میں تدوین حدیث شریف کے بارے میں آگاہی حاصل کر سکیں۔
- قرونِ اُولیٰ میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم، تابعین وتبع تابعین کی خدمات کی اہمیت جان سکیں۔
- نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے دور میں حدیث شریف کی جمع وتدوین کے طریق کار کا جائزہ لے سکیں۔
- حدیث شریف کی تدوین اور حفاظت کے بارے میں جان کر یہ ایمان پختہ کریں کہ قرآن مجید کے بعد حدیث شریف ہدایت اور راہ نمائی کا اوّلین ذریعہ ہے۔
- حدیث شریف اور سنت کی اہمیت وحجیت کو جان کر ان پر ایمان مضبوط کر سکیں اور فتنۂ انکارِ حدیث سے محفوظ رہ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی گفت گو اور عمل کو حدیث کہا جاتا ہے، آپ کے فرمان کو حدیثِ قولی اور عمل کو حدیثِ فعلی کہتے ہیں۔ آپ کے سامنے کسی صحابی رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عمل کیا ہو اور آپ خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم نے خاموشی اختیار فرمائی ہو تو اس کو حدیثِ تقریری کہتے ہیں۔ جس حدیث میں مفہوم اللہ تعالٰی کی طرف سے اور الفاظ نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کے ہوں تو اس کو حدیثِ قدسی کہا جاتا ہے۔

احادیثِ مبارکہ قرآن مجید کی تفسیر اور تشریح ہیں۔ نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی اطاعت اور اتباع کا اللہ تعالٰی نے خود حکم ارشاد فرمایا ہے۔ نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم معلم انسانیت بن کر تشریف لائے ہیں اور معاملاتِ زندگی میں احادیثِ مبارکہ کے بغیر ایک مسلمان کا گزارا ممکن نہیں ہے۔ احادیثِ مبارکہ عبادات، معاملات اور احکامات میں بنیادی حیثیت رکھتی ہیں اور قیامت تک ان سے راہ نمائی لی جاتی رہے گی۔ اسی لیے دورِ رسالت اور دورِ صحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنھم میں اس کی حفاظت پر بھرپور زور دیا گیا اور احادیثِ مبارکہ کو باقاعدہ مدوّن کر دیا گیا۔ تدوین حدیث سے مراد احادیثِ مبارکہ کو جمع کرنا اور انھیں کتابی شکل دینا ہے۔ تدوینِ حدیث کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی احادیثِ مبارکہ کی جمع وتدوین کا آغاز عہدِ رسالت ہی میں شروع ہو گیا تھا۔ حدیث کی جمع وتدوین میں خود نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم کی سرپرستی اور رضامندی شامل رہی ہے۔ نبی کریم خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم خود اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ آپ کی بات کو سنا جائے، ذہن نشین کیا جائے اور محفوظ کر لیا جائے، اسی وجہ سے آپ خاتم النّبیّین صلی اللہ علیہ وعلٰی آلہٖ واصحابہٖ وسلّم ٹھہر ٹھہر کر گفت گو فرماتے

تاکہ سامنے والا اسے اچھی طرح سمجھ لے اور یاد کر لے۔ بعض اوقات آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تین مرتبہ اپنی بات دہراتے تاکہ مخاطب کے ذہن میں بیٹھ جائے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حدیث کی حفاظت کرنے والوں کو ان الفاظ میں دعا بھی دیتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اس انسان کو خوش و خرم رکھے جس نے میری بات سنی، یاد کی اور اسے لوگوں تک پہنچایا۔ (سنن ابی داؤد:3660)

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی احادیثِ مبارکہ کو حفظ، تحریر اور روایت کرنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے تھے۔ دورِ رسالت میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس احادیثِ مبارکہ کو محفوظ کرنے کے تین بڑے ذرائع تھے۔ جن میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا احادیث مبارکہ کو حفظ کرنا، لکھ لینا اور اس کے مطابق عمل کرنا شامل ہے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی حوصلہ افزائی فرمائی کہ وہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے فرامین کو یاد رکھنے کے ساتھ ساتھ تحریری صورت میں بھی محفوظ کریں۔ چناں چہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی زندگی ہی میں احادیثِ نبویہ کو کتابی شکل میں محفوظ کرنے کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی بڑی تعداد نے اس عمل کو اپنی زندگی کا مشن بنایا۔

عہدِ رسالت میں احادیث مبارکہ کی کتابت اور تحریر کی متعدد شہادتیں درج ذیل ہیں:

دورِ رسالت میں جو دعوت نامے اور خطوط خود نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مصر، شام اور ایران کے فرماں رواؤں کو لکھے ان خطوط میں بعض تحریری شکل میں آج بھی مختلف مقامات پر محفوظ ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا والی بنا کر بھیجا تو انھیں صدقہ اور وراثت کے متعلق احکامات لکھوا کر دیے۔ اسی طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مختلف علاقوں سے زکوٰۃ وصول کرنے کے لیے جن لوگوں کو روانہ فرمایا تھا ان کی راہ نمائی کے لیے زکوٰۃ کے تفصیلی احکامات لکھوا کر دیے تھے۔ یہ احکام باقاعدہ تحریری شکل میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس موجود تھے۔

بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس احادیثِ نبویہ کے ذاتی نسخے موجود تھے۔ صحیفہ صادقہ دورِ رسالت ہی کا مجموعہ احادیث تھا، جو حضرت عبداللہ بن عَمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتّب کردہ تھا۔ اس کے علاوہ حضرت ابوہریرہ، حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے پاس بھی احادیثِ مبارکہ کے تحریری نسخے موجود تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے بعد تابعین کے دور میں احادیثِ مبارکہ کی جمع و تدوین نے ایک منظم تحریک کی شکل اختیار کر لی۔ تابعین نے اس دور میں کئی کتبِ احادیث مُرتّب کیں جو بعد کے ادوار میں باقاعدہ مآخذ اور مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ احادیثِ نبویہ کی جمع و تدوین کے حوالے سے یہ تمام کوششیں ذاتی نوعیت کی تھیں۔ سرکاری سطح پر جمع و تدوین کا سلسلہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شروع ہوا۔ جمع و تدوینِ حدیث کی تحریک کو اوجِ کمال تک پہنچانے کا اعزاز امام مالک اور صحاح ستّہ کے مؤلفین کے سر ہے۔ مؤطا امام مالک، صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابنِ ماجہ اسی دور کی یادگار ہیں یہ احادیثِ مبارکہ کے مستند مجموعے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

حدیثِ نبوی کی جمع و تدوین کے ذرائع میں حفظ اور کتابت کے بعد تیسرا ذریعہ سنّتِ نبویہ کا عملی طور پر جاری رہنا ہے جس کا حکم قرآنِ مجید میں موجود ہے۔ پوری امّت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ قرآنِ مجید کے بعد احادیثِ مبارکہ ہی ہدایت اور راہ نمائی کا ذریعہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حکم فرمایا ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (سورۃ الحشر: 7)

ترجمہ: اور جو کچھ رسول (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) تمھیں عطا فرمائیں، تو اُسے لے لو اور جس سے تمھیں منع فرمائیں تو (اُس سے) رُک جاؤ۔

جمع و تدوینِ حدیث کی پوری تاریخ پر نظر ڈالنے سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید کے ساتھ حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کے بھی خصوصی اسباب مہیّا فرمائے ہیں تا کہ قیامت تک اہلِ ایمان اس پر عمل پیرا ہو کر دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے عمل کو کہا جاتا ہے:

(الف) حدیثِ فعلی (ب) حدیثِ قولی (ج) حدیثِ تقریری (د) حدیثِ قدسی

(ii) حدیث کو جمع کرنا اور کتابی شکل دینا کہلاتا ہے:

(الف) تدوینِ حدیث (ب) حفاظتِ حدیث (ج) روایتِ حدیث (د) درایتِ حدیث

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن حزم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو والی بنا کر بھیجا:

(الف) یمن کا (ب) مصر کا (ج) شام کا (د) حبشہ کا

(iv) صحاح ستّہ میں شامل ہیں:

(الف) دو کتابیں (ب) چار کتابیں (ج) چھے کتابیں (د) آٹھ کتابیں

(v) حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے سرکاری سطح پر انتظام فرمایا:

(الف) احادیث پر عمل کرنے کا (ب) احادیث کی جمع و تدوین کا

(ج) احادیث کی شرح کا (د) احادیث کو حفظ کرنے کا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حدیث کے معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) تدوینِ حدیث سے کیا مراد ہے؟

(iii) دورِ نبوی میں حفاظتِ حدیث کے دو ذرائع لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(iv) صحیفۂ صادقہ سے کیا مراد ہے؟

(v) صحاح ستہ میں سے دو کتابوں کے نام لکھیں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) جمع و تدوینِ حدیث پر نوٹ لکھیں۔

سرگرمی برائے طلبہ

- صحاح ستہ کے علاوہ احادیثِ نبویہ پر مشتمل دیگر کتب کی فہرست مرتب کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- منتخب احادیث میں سے چند موضوعات پر گفت گو کروائی جائے گی نیز گھر کا کام (Assignment) بھی دیا جائے۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم، تابعین و تبع تابعین کے ادوار میں حدیث کی جمع و تدوین کے طریق کار پر اظہارِ خیال کروایا جائے۔

Web Version of PCTB Textbook

(ج) احادیثِ نبویہ (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مختلف موضوعات کی احادیث کو سمجھ کر اپنی روزمرہ زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

1 نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے طاعون کا ذکر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بَقِیَّۃُ رِجْزٍ، اَوْ عَذَابٍ اُرْسِلَ عَلٰی طَائِفَۃٍ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَائِیْلَ فَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِھَا فَلَا تَخْرُجُوْا مِنْھَا وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَلَسْتُمْ بِھَا فَلَا تَھْبِطُوْا عَلَیْھَا۔ (جامع ترمذی:1025)

ترجمہ: یہ اس عذاب کا بچا ہوا حصہ ہے، جو بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا گیا تھا جب کسی زمین (ملک یا شہر) میں طاعون ہو جہاں پر تم رہ رہے ہو تو وہاں سے نہ نکلو اور جب وہ کسی ایسی سرزمین میں پھیلا ہو جہاں تم نہ رہتے ہو تو وہاں نہ جاؤ۔

2 فَیَرْضٰی لَکُمْ اَنْ تَعْبُدُوْہُ، وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَاَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَیَکْرَہُ لَکُمْ: قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔ (صحیح مسلم:1715)

ترجمہ: وہ (اللہ) تمھارے لیے پسند کرتا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو، اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، اور سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔ اور وہ تمھارے لیے قیل وقال (فضول باتوں)، کثرتِ سوال اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

3 مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَغْرِسُ غَرْسًا اَوْ یَزْرَعُ زَرْعًا فَیَاْکُلُ مِنْہُ طَیْرٌ اَوْ اِنْسَانٌ اَوْ بَھِیْمَۃٌ اِلَّا کَانَ لَہٗ بِہٖ صَدَقَۃٌ۔
(صحیح بخاری:2320)

ترجمہ: کوئی بھی مسلمان جو ایک درخت کا پودا لگائے یا کھیتی میں بیج بوئے، پھر اس میں سے پرندہ یا انسان یا جانور جو بھی کھاتے ہیں وہ اس کی طرف سے صدقہ ہے۔

4 مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا یُؤْذِ جَارَہٗ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَہٗ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ۔ (صحیح بخاری:6018)

ترجمہ: جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اچھی بات زبان سے نکالے ورنہ خاموش رہے۔

5 اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُہٗ وَلَا یَخْذُلُہٗ، وَلَا یَحْقِرُہٗ (صحیح مسلم:2564)

ترجمہ: مسلمان (دوسرے) مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے اور نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

6 اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ الْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَۃِ (سنن ابن ماجہ:3678)

ترجمہ: اے اللہ! میں (لوگوں کو) دو کمزوروں یتیم اور عورت، کی حق تلفی کرنا (تاکید کے ساتھ) حرام ٹھہراتا ہوں۔

7 مَا اَمَرْتُکُمْ بِہٖ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَیْتُکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا۔ (سنن ابن ماجہ:1)

ترجمہ: جس کام کا میں تمھیں حکم دوں، اس پر عمل کرو اور جس سے منع کروں، اس سے باز رہو۔

8 اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ (صحیح مسلم:2563)

ترجمہ: بدگمانی سے دور رہو کیوں کہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

9 لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ (سنن ابن ماجہ:2313)

ترجمہ: رشوت دینے والے اور رشوت لینے والے پر اللہ کی لعنت ہے۔

10 اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتٰبِ اَقْوَامًا وَّیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ (صحیح مسلم:817)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآنِ مجید) کے ذریعے سے بہت سے لوگوں کو اونچا کرتا ہے اور بہتوں کو اس کے ذریعے سے نیچے گراتا ہے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- منتخب احادیث کے تراجم و تشریح اور ان سے حاصل ہونے والے اسباق پر تحقیقی مضمون لکھ کر لائیں۔
- طلبہ اپنی ذات کا جائزہ لیں کہ وہ دی گئی احادیث مبارکہ کی تعلیمات میں سے کن کن ہدایات پر عمل کرتے ہیں؟ فہرست تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کے درمیان احادیث مبارکہ اور اُن کا ترجمہ سننے کی مشق اور مسابقہ کروایا جائے جس میں صحت تلفظ کا اہتمام ہو۔
- مذکورہ احادیث کا عربی متن دیا جائے اور طلبہ از خود ترجمہ کر کے لائیں۔
- طلبہ کو بیس (20) اسمائے حسنیٰ مع معانی پڑھائے جائیں۔

اَلْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰی

1	اَلرَّءُوْفُ	نہایت مہربان	2	مَالِکُ الْمُلْکِ	سب سلطنت اور حکمرانی کا مالک
3	ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ	عظمت اور بزرگی والا	4	اَلْمُقْسِطُ	عدل و انصاف کرنے والا
5	اَلْجَامِعُ	جمع کرنے والا	6	اَلْغَنِیُّ	بے پرواہ، بے نیاز
7	اَلْمُغْنِیْ	بے نیاز کر دینے والا	8	اَلْمَانِعُ	روکنے والا
9	اَلضَّآرُّ	نقصان کا مالک	10	اَلنَّافِعُ	نفع کا مالک، نفع عطا فرمانے والا
11	اَلنُّوْرُ	نور	12	اَلْھَادِیْ	ہدایت دینے والا
13	اَلْبَدِیْعُ	بے مثال موجد عدم سے وجود میں لانے والا	14	اَلْبَاقِیْ	ہمیشہ رہنے والا
15	اَلْوَارِثُ	وارث و مالک	16	اَلرَّشِیْدُ	نیکی اور راستی کرنے والا
17	اَلصَّبُوْرُ	بہت زیادہ مہلت دینے والا	18	اَلسَّمِیْعُ	بہت زیادہ سننے والا
19	اَلْبَصِیْرُ	سب کچھ دیکھنے والا	20	اَلْحَکِیْمُ	حکمت و تدبر والا

Web Version of PCTB Textbook

باب دوم

ایمانیات وعبادات

(الف) ایمانیات

1۔ ملائکہ (فرشتے)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- فرشتوں کے تصوّر اور اُن کی تخلیق کے مقصد سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی صفات سے آگاہ ہو سکیں۔
- فرشتوں کی ذِمّے داریوں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السّلام کے تناظر میں تعلیم و تعلّم کے آداب کا جائزہ لے سکیں۔
- اس پر ایمان پختہ کر سکیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات اپنے احکام کی انجام دہی کے لیے فرشتوں سمیت کسی بھی مخلوق کی محتاج نہیں ہے۔
- اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق فرشتوں پر ایمان پختہ کرتے ہوئے اپنی عملی زندگی میں ان کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر رکھ سکیں اور اُن کے متعلق بات کرتے ہوئے تعظیمی رویّہ اختیار کر سکیں۔
- حدیثِ جبریل علیہ السّلام سے سبق حاصل کرتے ہوئے تعلیم و تعلّم کے آداب کا عملی مظاہرہ کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

ملائکہ جمع ہے مَلَکٌ کی، جس کا معنیٰ ہے فرشتہ۔ ملائکہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی وہ نوری مخلوق ہے جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے پابند ہیں اور بشری صفات جیسے کھانا، پینا، سونا، جاگنا اور ہر طرح کی غلطی اور خطا وغیرہ سے پاک ہیں۔ فرشتے مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں۔ فرشتوں کی تخلیق کا مقصد عبادت و اطاعتِ الٰہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يُسَبِّحُوْنَ الَّيْلَ وَ النَّهَارَ لَا يَفْتُرُوْنَ ۝۲۰ (سورۃ الانبیاء:20)

ترجمہ: وہ دن اور رات تسبیح بیان کرتے ہیں، وہ سُستی نہیں کرتے۔

فرشتوں کی تخلیق نُور سے کی گئی ہے جس طرح جنّات کی تخلیق آگ سے اور انسان کی تخلیق مٹی سے کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السّلام سے پہلے پیدا فرمایا۔ فرشتوں پر ایمان لانا اسلام کے بنیادی عقائد میں سے ہے۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے تخلیقِ آدم کے فیصلے سے فرشتوں کو آگاہ کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق کائنات کے مختلف اُمور انجام دیتے ہیں۔ جیسے مختلف غزوات میں فرشتوں کا نزول اس لیے ہوا کہ مومن شکستہ دل نہ ہوں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قُربِ قیامت میں مادیت پرستی

کے خدشات کا اظہار فرمایا تھا۔ فرشتوں کی نورانی تخلیق مادیت پسند طبقے کے لیے دعوتِ فکر ہے کہ تم غیب (آخرت) پر ایمان کا انکار کر رہے ہو تمھاری دنیوی زندگی میں بھی ہر روز کے اُمور میں فرشتے غیبی طور پر امور سرانجام دے رہے ہیں۔ لہٰذا یقین رکھیں کہ قیامت بھی ایک دن آئے گی۔

فرشتوں کی ذمے داریاں

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو مختلف ذمے داریاں سونپ رکھی ہیں۔ مشہور فرشتوں میں ''کراماً کاتبین'' ہیں جو انسان کے ساتھ ہر وقت موجود رہتے ہیں اور انسان کا نامہ اعمال لکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرتے ہیں۔ جو فرشتے قبر میں سوال کریں گے ان کو ''مُنکر نکیر'' کہا جاتا ہے۔ انبیائے کرام علیہم السّلام پر وحی لانے کی ذمہ داری حضرت جبریل علیہ السلام، مخلوق کے لیے رزق کی ذمے داری حضرت میکائیل علیہ السّلام، روح قبض کرنے کی ذمہ داری حضرت عزرائیل علیہ السّلام (مَلَكُ الْمَوْت) اور قیامت کے لیے صُور پھونکنے کی ذمے داری حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حضرت جبریل علیہ السّلام مختلف شکلوں میں حاضر ہوتے تھے۔ بعض اوقات ایک صحابی حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شکل میں حاضر ہوتے۔ حضرت جبریل علیہ السّلام کے انسانی شکل میں حاضر ہونے کا ایک واقعہ حدیث میں مذکور ہے۔ اس حدیث کو حدیثِ جبریل کہتے ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک صاحب ہمارے سامنے نمودار ہوئے۔ جن کے کپڑے بہت سفید اور بال خوب سیاہ تھے۔ اُن پر سفر کے کوئی آثار نہ تھے اور ہم میں سے کوئی اُنھیں پہچانتا بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ وہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس بیٹھے اور اپنے گھٹنے حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے گھٹنوں سے ملا دیے اور ہاتھ اپنے زانو پر رکھے اور چار سوال کیے کہ ایمان، اسلام، احسان اور علاماتِ قیامت کیا ہیں؟ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ ایمان سے مراد اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، رسولوں، قیامت کے دن اور اچھی اور بُری تقدیر پر ایمان لانا ہے۔ اور اسلام: کلمہ شہادت، نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج ادا کرنا ہے۔ احسان سے مراد اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرنا ہے کہ گویا بندہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے یا کم از کم یہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے اور پھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قیامت کی علامات کے بارے میں فرمایا۔ جب وہ شخص چلا گیا تو حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ وہ جبریل علیہ السّلام تھے جو تمھیں تمھارا دین سکھا رہے تھے۔

حدیثِ جبریل سے تعلیم و تعلّم کے درج ذیل آداب واضح ہوتے ہیں:

- استاد کی خدمت میں صاف ستھرا لباس پہن کر حاضر ہونا۔
- کمرا جماعت میں استاد کے قریب بیٹھنے کی کوشش کرنا۔
- استاد کے سامنے ادب سے بیٹھنا۔
- واضح اور مختصر سوال کرنا۔
- استاد کی وضاحت کے بعد اگلا سوال کرنا۔
- ایسا سوال کرنا جس سے تمام طلبہ کو فائدہ ہو۔
- تعلیم و تعلّم میں دنیا کے ساتھ آخرت کو بھی پیشِ نظر رکھنا۔
- سوال کرنے پر استاد کا طالب علم کی حوصلہ افزائی کرنا۔
- واضح اور جامع جواب دینا۔
- غیر ضروری سوالات اور استاد کا وقت ضائع کرنے سے اجتناب کرنا۔

Web Version of PCTB Textbook

ہمیں چاہیے کہ فرشتوں کے بارے میں اپنے دل میں عظمت کا احساس رکھیں اور اس بات کا یقین رکھیں کہ اللہ تعالیٰ امور کائنات میں فرشتوں کا محتاج نہیں ہے۔ فرشتوں کو ان ذمہ داریوں پر مامور کرنا خود فرشتوں کے لیے اعزاز اور اطاعت خداوندی کے حصول کا ذریعہ ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) فرشتوں کی تخلیق کا اولین مقصد ہے:

(الف) اللہ تعالیٰ کی عبادت (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) رزق کی فراہمی

(ii) کراماً کاتبین کی ذمے داری ہے:

(الف) انسانی اعمال لکھنا (ب) روح قبض کرنا (ج) بارش برسانا (د) وحی لانا

(iii) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تخلیق کیا ہے:

(الف) مٹی سے (ب) نور سے (ج) آگ سے (د) پانی سے

(iv) منکر اور نکیر انسان کے پاس آتے ہیں:

(الف) پیدائش کے وقت (ب) موت کے وقت (ج) قبر میں (د) حشر میں

(v) حضرت اسرافیل علیہ السّلام کی ذمے داری ہے:

(الف) صُور پھونکنا (ب) روح قبض کرنا (ج) اعمال لکھنا (د) رزق پہنچانا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) ملائکہ کا تعارف بیان کریں۔ (ii) فرشتوں کی تخلیق کب ہوئی؟

(iii) حضرت جبریل علیہ السّلام کن کی شکل میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس آتے تھے؟

(iv) فرشتوں کی دو ذمّے داریاں لکھیں۔ (v) فرشتوں کی دو خصوصیات لکھیں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حدیث جبریل علیہ السّلام کے تناظر میں تعلیم و تعلّم کے آداب تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) تیار کریں۔ جن میں فرشتوں کا ذکر ہو۔
- قرآن وسنت میں مذکور چند فرشتوں کے نام لکھیں اور ان کی ذِمّے داریوں سے متعلق فہرست تیار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کے مابین تعلیم و تعلم کے آداب پر خاکہ تیار کروائیں۔
- حدیثِ جبریل کا متن مع ترجمہ طلبہ کو پڑھائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) کُتُبِ سماویہ (آسمانی کتابیں)

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- انسانوں کی ہدایت کے لیے آسمانی کتب کے نازل ہونے کی اہمیت اور ان کا مقصد جان سکیں۔
- صاحبِ کتب اور صاحبِ صحف انبیائے کرام علیہم السلام کا تعارف جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مختصر تاریخ جان سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات جان سکیں۔
- مشرکین اور اہلِ کتاب میں فرق جان کر اہلِ کتاب کے بارے میں مختصر احکام جان سکیں۔
- آسمانی کتب پر ایمان پختہ کرتے ہوئے ان کے ادب و احترام کو ملحوظِ خاطر رکھ سکیں۔
- آسمانی کتب کی مشترکہ تعلیمات کو جان کر اعمالِ خیر میں عالمی اشتراک اور تعاون کی روح پیدا کر سکیں۔
- اہلِ کتاب کے بارے میں شرعی ہدایات کو ملحوظ رکھ سکیں۔
- قرآن مجید کو آخری و ابدی اور ہر قسم کی تحریف سے پاک آسمانی کتاب مانتے ہوئے اس پر عمل کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السّلام کو دنیا میں مبعوث فرمایا۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السّلام اور سب سے آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہیں۔ انبیائے کرام علیہم السّلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو ایک ماننے، صرف اسی کی عبادت کرنے کی دعوت دی، اچھے کام کرنے کا حکم دیا اور برے کاموں سے روکا۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لیے بہت سے انبیائے کرام علیہم السّلام پر آسمانی کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ چار مشہور کتابوں کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی کتابیں نازل فرمائی گئیں، انھیں صحیفے یا صحائف کہتے ہیں۔ قرآنِ مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام اور حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والے صحیفوں کا خاص طور پر ذکر آیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿۱۸﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَ مُوْسٰى ﴿۱۹﴾ (سورۃ الاعلیٰ: 18-19)

ترجمہ: یقیناً یہ (تعلیم) پہلے صحیفوں میں (بھی) ہے۔ (یعنی) ابراہیم (علیہ السّلام) اور موسیٰ (علیہ السّلام) کے صحیفوں میں۔

اسی طرح حضرت شیث علیہ السّلام اور حضرت اِدریس علیہ السّلام پر بھی آسمانی صحیفے نازل کیے جانے کا ذکر ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام ایک عظیم نبی ہیں۔ آپ علیہ السّلام کو خلیل اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کا دوست بھی کہا جاتا ہے۔ آپ عراق میں پیدا ہوئے۔ آخری نبی حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا ذکر قرآن مجید میں کئی بار آیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام کے بعد جتنے بھی انبیاء تشریف لائے وہ سب حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی اولاد میں سے تھے۔ اسی وجہ سے آپ کو جدّ الانبیاء (یعنی انبیاء کا باپ) کہا جاتا ہے۔ تینوں الہامی مذاہب یہودیت، مسیحیت اور اسلام میں حضرت ابراہیم علیہ السّلام

کو انتہائی قابلِ احترام اور قابلِ تعظیم سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مشرکینِ مکّہ بھی خود کو ابراہیمی کہتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام کا لقب اسرائیل ہے اس لیے ان کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں۔

جن انبیائے کرام علیہم السّلام پر آسمانی کتابیں نازل ہوئیں، ان میں سے چار انبیائے کرام علیہم السّلام اور ان پر نازل ہونے والی آسمانی کتابوں کے نام یہ ہیں:

☆ تورات

حضرت موسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام تورات ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بعد قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس نبی کا ذکر آیا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے فرعون کے سامنے انتہائی جرأت سے حق کا پیغام پہنچایا اور اپنی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کی غلامی سے نجات دلا کر آزادی عطا کی۔

☆ زبور

حضرت داؤد علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام زبور ہے۔ حضرت داؤد علیہ السّلام، حضرت یعقوب علیہ السّلام کی اولاد میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نبوّت کے ساتھ بہت بڑی بادشاہت بھی عطا فرمائی۔ آپ نے ایک زبردست اور وسیع سلطنت قائم کی۔ حضرت داؤد علیہ السّلام سے پہلے بنی اسرائیل میں نبوّت اور حکومت کا سلسلہ الگ الگ خاندانوں میں تھا، آپ بنی اسرائیل کے پہلے شخص تھے جنھیں نبوّت کے ساتھ حکومت بھی عطا کی گئی۔

☆ انجیل

حضرت عیسیٰ علیہ السّلام پر نازل ہونے والی کتاب کا نام انجیل ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام بنی اسرائیل میں بھیجے گئے آخری نبی تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے درمیان کوئی دوسرا نبی نہیں آیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کی والدہ کا نام حضرت مریم بنت عمران ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا لقب مسیح، عبد اللہ اور روح اللہ ہے اور آپ کی کنیت ابن مریم ہے۔ آپ علیہ السلام کا ایک لقب کلمۃ اللہ بھی ہے۔

☆ قرآنِ مجید

حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب کا نام قرآنِ مجید ہے۔ یہ آخری آسمانی کتاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر دینِ اسلام کی تعلیمات کو مکمّل کر دیا ہے۔ اس لیے انسانوں کی کامیابی اور نجات کا واحد راستہ قرآنِ مجید پر عمل اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت ہے، کیوں کہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی آمد سے انبیائے کرام علیہم السّلام کی پچھلی تمام تر شریعتیں منسوخ ہوگئیں، اب نجات کا واحد راستہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی اتباع اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی شریعت پر عمل کرنا ہے۔

تمام آسمانی کتابوں میں یہ تین عقائد موجود رہے ہیں: عقیدۂ توحید، عقیدۂ رسالت اور عقیدۂ آخرت۔ سابقہ آسمانی کتابوں نے مذکورہ

Web Version of PCTB Textbook

تینوں عقائد پر بہت زور دیا، لیکن بعد میں آنے والوں نے جب ان کتابوں میں تحریف کی تو ان تعلیمات کو بھی بدل کر رکھ دیا اور لوگوں کی کثیر تعداد شرک میں مبتلا ہو گئی۔ ان عقائد کے ساتھ ساتھ عبادات میں سے نماز، روزہ اور زکوٰۃ کا ذکر بھی سابقہ آسمانی کتابوں میں موجود رہا ہے، البتہ ان کے طریقِ کار میں فرق کسی نہ کسی طور پر موجود رہا ہے۔ مزید برآں تمام اعلیٰ اقدار اور اخلاقِ حسنہ کی تعلیم کا ذکر سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی موجود تھا۔

وہ لوگ جو کسی ایسے مذہب کے پیروکار ہیں جس کی دعوت کسی نبی نے دی اور ان کی ہدایت کے لیے کتاب بھی بھیجی گئی تو ایسے لوگوں کو اہلِ کتاب کہا جاتا ہے، جیسے یہودی اور مسیحی۔ البتہ وہ لوگ جو کسی نبی کی تعلیمات پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آسمانی کتاب ہے، اور وہ لوگ مظاہرِ فطرت یا بتوں کی پوجا کرتے ہیں تو اس طرح کے لوگوں کو مشرکین کہا جاتا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ وہ کتابیں بھی اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی ہدایت کے لیے انبیائے کرام علیہم السّلام پر نازل فرمائیں، وہ کتابیں برحق تھیں، البتہ بعد میں ان میں لوگوں نے تحریف کر دی اور وہ اپنی اصل حالت پر باقی نہ رہیں۔ ایک مسلمان کے لیے ضروری ہے کہ وہ آسمانی کتابوں کا احترام کرے۔

قرآنِ مجید اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ آخری کتاب ہے۔ قرآنِ مجید کے نازل ہونے کے بعد پچھلی تمام آسمانی کتابیں اور ان کے احکام منسوخ ہو گئے اور ان کتابوں کی تعلیمات کو قرآنِ مجید میں جمع کر دیا گیا۔ اس کتاب کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے نازل فرمایا ہے۔ قرآنِ مجید کی حفاظت کا ذمّہ اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔

ایک مسلمان کے لیے تمام آسمانی کتابوں کو ماننا ضروری ہے، اب تمام آسمانی کتابوں میں سے قیامت تک کے لیے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے قرآنِ مجید ہی کافی ہے۔ انسان کی کامیابی اسی میں ہے کہ وہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے پہلے نازل ہونے والی کتابوں پر بھی ایمان لائے اور آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ پر نازل ہونے والی کتاب یعنی قرآنِ مجید پر بھی ایمان لائے۔

اگر ایک شخص قرآنِ مجید پر عمل کر لے تو گویا اس نے تمام آسمانی کتابوں پر عمل کر لیا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ قرآنِ مجید کی تلاوت کریں اور اس کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ اس پر عمل کریں اور اس کے پیغام کو دوسروں تک پہنچائیں۔

ہمیں اپنے دین پر مضبوطی سے عمل کرتے ہوئے ساری دنیا کے انسانوں کے ساتھ امن و سلامتی اور باہمی تعاون کی فضا قائم کرنی چاہیے۔ یاد رہے ہمارا دین ہمیں غیر مسلموں کے ساتھ اچھے معاشرتی تعلقات اور کاروبار سے منع نہیں کرتا بلکہ ہمیں اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے اعتدال کے ساتھ ان سے تعلقات رکھنے کی اجازت دیتا ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا لقب ہے:

(الف) خلیفۃ اللہ (ب) جدّ الانبیاء (ج) روح اللہ (د) کلیم اللہ

Web Version of PCTB Textbook

(ii) وہ نبی جنھیں نبوت اور خلافت عطا کی گئی:

(الف) حضرت داؤد علیہ السّلام (ب) حضرت اسحاق علیہ السّلام
(ج) حضرت یعقوب علیہ السّلام (د) حضرت اسماعیل علیہ السّلام

(iii) وہ عبادت جو سابقہ آسمانی کتابوں میں بھی مذکور رہی وہ ہے:

(الف) روزہ (ب) حج (ج) عمرہ (د) طواف

(iv) مسیح لقب ہے:

(الف) حضرت ابراہیم علیہ السّلام کا (ب) حضرت اسماعیل علیہ السّلام کا
(ج) حضرت موسیٰ علیہ السّلام کا (د) حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کا

(v) تمام انبیائے کرام علیہم السّلام کی تعلیمات کی جامع کتاب کا نام ہے:

(الف) تورات (ب) زبور (ج) انجیل (د) قرآن مجید

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) آسمانی صحیفوں سے کیا مراد ہے؟
(ii) بنی اسرائیل سے کون لوگ مراد ہیں؟
(iii) حضرت داؤد علیہ السّلام کی خصوصیت کیا ہے؟
(iv) کون سے بنیادی عقائد تمام آسمانی کتابوں میں موجود رہے ہیں؟
(v) مشرکین اور اہلِ کتاب میں کیا فرق ہے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) کتبِ سماویہ یعنی آسمانی کتابوں پر ایک جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ایک ایسا چارٹ بنائیں جس پر ترتیبِ زمانی سے آسمانی کتب اور وہ انبیائے کرام علیہم السّلام جن پر یہ کتب نازل ہوئیں ان کے نام تحریر ہوں۔
- چند انبیائے کرام علیہم السّلام کے ناموں کی فہرست بنائیں جن پر آسمانی صحائف نازل کیے گئے۔

برائے اساتذہ کرام

- قرآن وسنت میں مذکور سابقہ امتوں کے متعلق درج چند واقعات طلبہ کو سنائیں۔
- قرآنِ مجید کی حفاظت سے متعلّق سورۃ الحجر کی آیت 09 ترجمہ کے ساتھ طلبہ کو زبانی یاد کرائیں۔
- طلبہ کو قرآنِ مجید کی حفاظت کے بارے میں آگاہ کیجیے۔ انھیں بتائیے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے قیامت تک کے لیے قرآنِ مجید کو ہر طرح کی تبدیلی سے محفوظ فرما دیا ہے۔ حفاظتِ قرآن کے ظاہری اور باطنی انتظام کے طریق کار سے طلبہ کو آگاہ کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook

(3) عقیدۂ آخرت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- عقیدۂ آخرت اور اس سے متعلق نقلی و عقلی دلائل جان سکیں۔
- برزخ، حشر ونشر، مقامِ محمود، حوضِ کوثر، میزان، شفاعت، جنت اور جہنم کے بارے میں جان سکیں۔
- جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کا جائزہ لے سکیں۔
- عقیدۂ آخرت پر ایمان پختہ کر کے جنت کا شوق اور جہنم کا خوف قلوب میں پیدا کر سکیں۔
- آخرت کی تیاری کر کے حقیقی کامیابی پانے والے بن سکیں۔

اسلام ایک کامل اور جامع دین ہے جو انسان کو دنیا و آخرت کے حوالے سے مکمل راہ نمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اس عارضی دنیا کے احکامات سکھائے ہیں بلکہ مرنے کے بعد جتنی منازل انسان نے طے کرنی ہیں ان سب کے حوالے سے بھی راہ نمائی فرمائی ہے۔

اسلام نے اپنے ماننے والوں کو مرنے کے بعد ایک نئی زندگی کا تصوّر اور عقیدہ دیا ہے اور اس کو آخرت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ آخرت پر یقین رکھنے والوں کو حقیقی معنوں میں مومنین اور پرہیز گار کہا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

ترجمہ: اور آخرت پر وہ یقین رکھتے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ: 4)

جہاں تک آخرت کے موضوع کی اہمیت کا تعلق ہے تو قرآنِ مجید کا تقریباً ایک تہائی حصہ آخرت کے ذکر پر مشتمل ہے۔ تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے جن عقائد کی تعلیم کو اپنے ماننے والوں تک پہنچایا، ان میں عقیدہ توحید اور رسالت کے ساتھ عقیدہ آخرت بنیادی اہمیت کا حامل رہا ہے۔ قرآن مجید میں منکرین آخرت کے شبہات کا انتہائی احسن انداز میں جواب دیا گیا ہے۔ عقیدہ آخرت کا انکار کرنے والوں کا مؤقف تھا کہ کیا زمین میں نیست و نابود ہونے کے بعد ہم دوبارہ زندہ کیے جائیں گے؟ ہمارے لیے تو صرف یہی دنیا کی زندگی ہے۔ ہم نے دوبارہ زندہ نہیں ہونا اور ہڈیوں کے بوسیدہ ہونے کے بعد دوبارہ کون زندہ کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے شبہات کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ؕ (سورۃ الروم: 27)

ترجمہ: اور وہی ہے جو مخلوق کو پہلی بار پیدا فرماتا ہے پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا اور یہ اس پر بہت آسان ہے۔

انسانی عقل اس بات کو تسلیم کرتی ہے کہ کسی بھی چیز کا دوسری مرتبہ بنانا یا پیدا کرنا پہلی بار پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ اس لیے انسانی عقل عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ ہر شخص اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ اچھے اعمال کا صلہ اور برے اعمال کا بدلہ

Web Version of PCTB Textbook

ملتا ہے۔غور وفکر کرنے کی بات ہے کہ کیا مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا نہیں ملے گی؟ کیا پرہیز گاروں کو ان کے نیک اعمال کا بدلہ نہیں ملے گا۔ کیا اشرف المخلوقات انسان کو اللہ تعالیٰ نے بے کار پیدا کیا ہے اور کیا اس کے اعمال کی کوئی حیثیت نہیں؟ جب عقل انسانی اس پر غور وفکر کرتی ہے تو یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے کہ آخرت کی زندگی برحق ہے جس میں سب لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

موت کے بعد کی زندگی میں انسان جن مراحل سے گزرتا ہے ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

عالم برزخ

موت کے بعد اور دوبارہ اٹھائے جانے سے پہلے کے درمیانی دور کو عالمِ برزخ کہتے ہیں۔ برزخ کے معنیٰ دو چیزوں کے درمیان حائل ہونے والی چیز کے ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ وَّرَآىِٕهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ (سورۃ المومنون: 100)

ترجمہ: اور ان کے آگے ایک پردہ ہے اس دن تک کے لیے جب لوگ اٹھائے جائیں گے۔

عالم برزخ کے احوال انسانی اعمال کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: بے شک قبر جنّت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا جہنّم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (جامع ترمذی: 2468)

حشر و نشر

نشر کا معنیٰ موت کے بعد زندہ کرنا جب کہ حشر کا معنیٰ حساب کے میدان اور پھر جنّت و دوزخ کی طرف لے جانا ہے۔ سب سے پہلے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اپنی قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے دائیں طرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور بائیں طرف حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے۔ پھر مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے قبرستانوں کے مسلمان حشر میں جمع کیے جائیں گے۔ حشر میں لوگوں کے مراتب جدا جدا ہوں گے، انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام اعلیٰ ترین ہوگا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس دن اعلیٰ ترین مقام پر ہوں گے، اس دن کافر سخت آزمائش میں ہوں گے اور منہ کے بل چل رہے ہوں گے۔

مقامِ محمود اور شفاعت

شفاعت کا معنیٰ سفارش ہے۔ شفاعت کی دو قسمیں ہیں: پہلی شفاعتِ کبریٰ ہے جو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خصوصیت ہے۔ اس شفاعت کا فائدہ پوری انسانیت کو ہوگا کیوں کہ حساب کے انتظار کی سختی ختم ہو جائے گی اور حساب شروع ہو جائے گا۔ اسی شفاعت کو مقامِ محمود کہتے ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا گیا مقامِ محمود کیا ہے؟ تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا مقامِ محمود شفاعت ہی ہے۔ (جامع ترمذی: 3148)

دوسری شفاعتِ صغریٰ ہے قیامت کے دن نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور دیگر انبیائے کرام علیہم السلام وملائکہ، علما و شہداء، صالحین، قرآن مجید اور روزے وغیرہ اللہ تعالیٰ کے حضور انسانوں کی شفاعت کریں گے۔

شفاعت میں زور اور زبردستی نہیں ہوگی، اللہ تعالیٰ پر کسی کا زور نہیں چلے گا، اللہ تعالیٰ جس کو چاہے گا شفاعت کا اذن عطا فرمائے گا۔

Web Version of PCTB Textbook

عقیدہ آخرت پر ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہم زندگی میں آخرت کی فکر کریں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کریں اور گناہوں سے بچیں، حقوق اللہ اور حقوق العباد کا خیال کریں، دوسروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئیں تا کہ ہم جنّت کے مستحق بن سکیں۔

حوضِ کوثر

''کوثر'' جنّت کے اس حوض کا نام ہے جو نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو روزِ قیامت عطا کیا جائے گا اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی امّت اس سے سیراب ہو گی۔ قیامت کے دن جو اس حوض سے پانی پی لیں گے وہ خوش بخت ہوں گے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور مومنین کو حوضِ کوثر سے سیراب ہونے کی نوید سنایا کرتے تھے۔ حوضِ کوثر کی صفات بیان کرتے ہوئے رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کوثر جنّت میں ایک نہر ہے۔ اس کے کنارے سونے کے ہیں۔ یہ موتیوں اور یاقوت کی نالیوں میں بہتی ہے، اس کا پانی شہد سے زیادہ میٹھا، دودھ سے زیادہ سفید، برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری کی خوش بُو سے زیادہ مہک والا ہے۔ (مسند احمد: 8843)

میزان

میزان ترازو کو کہتے ہیں اور اعمال کے وزن کے لیے قیامت کے دن جو میزان نصب کی جائے گی اس کا ہر پلڑا اتنی وسعت رکھے گا جیسی مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔ یہ میزان حق ہے اور قیامت کے دن سب لوگوں کے اعمال کا وزن کیا جائے گا جن کے نیک اعمال وزنی ہوں گے۔ وہ کامیاب ہوں گے اور جن کے اعمال کا وزن ہلکا ہو گا وہ خسارے میں رہیں گے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور قیامت کے دن ہم انصاف کے ترازو رکھیں گے تو کسی پر کچھ ظلم نہ کیا جائے گا۔ (سورۃ الانبیاء: 47)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اچھے اخلاق سے زیادہ بھاری میزان میں کوئی چیز نہیں۔ (سنن ابی داؤد: 4799)

جنّت اور جہنّم

حساب کے بعد جنّت اور جہنّم کے مستحق اپنے اپنے ٹھکانوں پر چلے جائیں گے۔ جنت اللہ تعالیٰ کی شانِ رحیمی اور جہنم اللہ تعالیٰ کے قہار و جبار ہونے کا مظہر ہے۔ جنت بے انتہا خوب صورت مقام ہے جہاں انسان کو وہ سب کچھ ملے گا جس کی وہ خواہش کرے گا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿٣١﴾ (سورۃ حم السجدۃ: 31)

ترجمہ: اور اس میں تمھارے لیے ہر وہ چیز ہے جو تم مانگو گے۔

یہ جنّت دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔ جنّت کی خوب صورتی کے بارے حدیثِ قدسی ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ کچھ تیار کر رکھا ہے جسے نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے، نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال تک گزرا ہے۔ (صحیح بخاری: 3244)

اللہ تعالیٰ کے نافرمانوں کا آخرت میں ٹھکانا دوزخ ہوگا۔ جہاں عذاب کی مختلف کیفیات ہوں گی۔ انسانوں کو ان کے اعمال کی بنیاد پر سزائیں دی جائیں گی۔ مجرموں کو زنجیروں میں جکڑا جائے گا، آگ میں جلا دیا جائے گا، لوہے کے کوڑے برسائے جائیں گے، پینے کو پیپ اور کھانے کو تھور دیا جائے گا جس کو وہ کھا، پی نہیں سکیں گے۔ اس عذاب کے ڈر سے وہ موت کی خواہش کریں گے لیکن ان کو موت نہیں آئے

Web Version of PCTB Textbook

گی۔ انسان سوچے گا کہ کاش موت ہی آجائے لیکن دوزخیوں کے سامنے موت کو ذبح کر دیا جائے گا اور کہا جائے گا اے جنّتیو! تمھیں موت نہیں آئے گی اور اے جہنّمیو! اب تمھیں بھی موت نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:6548)

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مرنے کے بعد انسان کی سب سے پہلی منزل ہے:

(الف) عالم برزخ (ب) عالم ارواح (ج) حشر (د) نشر

(ii) عقیدہ توحید و رسالت کے ساتھ بنیادی اہمیت کا حامل عقیدہ ہے:

(الف) فرشتوں پر ایمان (ب) آخرت پر ایمان (ج) تقدیر پر ایمان (د) آسمانی کتابوں پر ایمان

(iii) نشر کا معنیٰ ہے:

(الف) موت کے بعد زندہ کرنا (ب) حساب لینا (ج) شفاعت کرنا (د) روح قبض کرنا

(iv) حشر کے دن کافر چل کر آئیں گے:

(الف) منھ کے بل (ب) قدموں کے بل (ج) گھٹنوں کے بل (د) ہاتھوں کے بل

(v) جب نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم قبر مبارک سے باہر تشریف لائیں گے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دائیں طرف ہوں گے:

(الف) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) مقامِ محمود سے کیا مراد ہے؟

(ii) حوض کوثر کے بارے میں مختصراً بیان کریں۔

(iii) جنّت کی نعمتوں کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) میزان کسے کہتے ہیں اور یہ کب نصب کیا جائے گا؟

(v) عقیدۂ آخرت پر ایمان کے دو تقاضے لکھیں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) عقیدۂ آخرت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیاتِ قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں عقیدۂ آخرت، جنت اور جہنم کا ذکر ہو۔

برائے اساتذہ کرام

- جنت اور جہنم میں لے جانے والے اعمال کی فہرست تیار کروائیں۔
- عقیدہ آخرت کے عملی زندگی پر اثرات کے متعلق ایک مذاکرہ منعقد کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ب) عبادات

(1) زکوٰۃ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- زکوٰۃ وعشر میں فرق جان سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کے دلائل جان سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی فرضیت کی حکمت سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلام کے معاشی نظام میں معاشی انصاف کے لیے زکوٰۃ وعشر کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- زکوٰۃ وعشر کی اہمیت سے آگاہ ہو کر اپنے قلوب میں سخاوت کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- اسلامی معاشی مساوات سے آگاہ ہو کر معاشی اعتبار سے کمزور طبقے کے مددگار بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

زکوٰۃ کا لغوی معنٰی پاک ہونا ہے۔ زکوٰۃ سے مراد وہ مخصوص مال ہے جو سال گزرنے کے بعد نصاب زکوٰۃ میں سے مخصوص شرح کے ساتھ مصارفِ زکوٰۃ کو ادا کیا جاتا ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے انسان کے پاس باقی رہ جانے والا مال پاک ہو جاتا ہے اور اس کی برکت سے انسان باطنی بیماریوں مثلاً بخل وغیرہ سے پاک ہو جاتا ہے۔

زکوٰۃ کے لازم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان عاقل، بالغ، مسلمان اور آزاد ہو اور پورے سال ایسے مال کا مالک ہو جو مال قرض اور ضروریاتِ زندگی مثلاً گھر کے سامان، کھانے، پینے اور پہننے سے زائد ہو۔

ساڑھے باون تولے چاندی اور ساڑھے سات تولے سونا، چاندی اور سونے کا نصاب ہے جس پر اڑھائی فی صد (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ ہے۔ جانوروں پر زکوٰۃ کا نصاب: پانچ اونٹ، 30 گائے اور بھینسیں اور 40 بکریاں ہیں جن پر سال گزرنے کے بعد مقررہ شرح کے ساتھ زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔ اس کے علاوہ نقدی اور مالِ تجارت پر بھی اڑھائی فی صد کی شرح سے سال کے بعد زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے۔

زکوٰۃ کی حیثیت نفلی صدقہ کی نہیں ہے بلکہ یہ ایک فرض ہے جس کو ادا کرنا ہر صورت لازم ہے۔ زکوٰۃ پچھلی امتوں پر بھی فرض تھی۔ اسلام میں زکوٰۃ 2 ہجری میں روزوں سے پہلے فرض ہوئی، زکوٰۃ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں متعدد مقامات پر نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا ذکر فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾ (سورۃ النّور: 56)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کی اطاعت کرو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ گواہی دینا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم) اس کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔ (صحیح بخاری:8)

خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے اپنے عہد حکومت میں دیگر احکامِ اسلامی کے ساتھ نظامِ زکوٰۃ کا نفاذ بھی فرمایا اور جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ مبارک میں کچھ لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جہاد کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم! میں ضرور اس کے ساتھ جنگ کروں گا جس نے نماز اور زکوٰۃ میں فرق کیا، اللہ کی قسم! اگر انھوں نے مجھ سے بکری کا ایک بچہ بھی روک لیا جسے وہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کو ادا کیا کرتے تھے تو میں اس کے نہ دینے پر ضرور ان سے لڑوں گا۔
(صحیح بخاری:1400)

رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جب لوگ زکوٰۃ ادا کرنا ترک کر دیتے ہیں تو آسمان سے بارش روک لی جاتی ہے اور اگر جانور نہ ہوں تو کبھی بارش نہ ہو۔'' (سنن ابنِ ماجہ:4019)

عشر

عُشر کا لغوی معنیٰ ''دسواں حصہ'' ہے۔ دینی اصطلاح میں یہ زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاٰتُوْا حَقَّهٗ یَوْمَ حَصَادِهٖ (سورۃ الانعام:141)

ترجمہ: اور اس کی کٹائی کے دن اس کا حق ادا کرو۔

جو زمین بارش یا چشموں سے سیراب ہو اس پر عشر یعنی پیداوار کا دسواں (10 فی صد) حصہ ہے۔ اور جس زمین کو کنوئیں کے پانی یا مصنوعی طریقے سے سیراب کیا جائے اس پر نصف عشر یعنی پیداوار کا بیسواں (5 فی صد) حصہ ہے۔

سرکاری ٹیکس وغیرہ ادا کرنے سے عشر ادا نہیں ہوتا۔ عشر بھی زکوٰۃ کی طرح ہی ہے فرق صرف یہ ہے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور عُشر زمینی پیداوار کا۔ زکوٰۃ کی ادائی کے لیے مال یا سامان وغیرہ پر سال کا گزرنا ضروری ہے جب کہ عشر میں سال گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر دو مرتبہ فصل ہوتی ہے تو ہر مرتبہ عشر ادا کرنا ضروری ہے۔

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کی اہمیت

اسلام کے معاشی نظام میں زکوٰۃ کو وہی حیثیت حاصل ہے جو انسانی جسم میں روح کو حاصل ہے۔ زکوٰۃ سے غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ ہوتا ہے اور فلاحی معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ دولت گردش میں رہتی ہے جس کی وجہ سے دولت کی تقسیم منصفانہ ہوتی ہے۔ نتیجتاً جرائم اور ظلم کے خاتمے میں مدد ملتی ہے۔ گداگری رک جاتی ہے۔ دولت صرف چند ہاتھوں میں محدود نہیں رہتی۔ زکوٰۃ ادا ہونے سے طبقاتی تقسیم آہستہ آہستہ ختم ہو جاتی ہے۔

پاکستان کو ایک اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے لیے نظامِ زکوٰۃ کو مؤثر بنانا ضروری ہے تاکہ معاشی عدل قائم ہو اور اس نظام کی برکات بھی حاصل ہوں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) دین اسلام میں زکوٰۃ کی حیثیت ہے:

(الف) اختیاری نیکی کی (ب) نفلی صدقہ کی (ج) خیرات کی (د) فرض کی

(ii) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن لوگوں کے خلاف اعلانِ جنگ فرمایا؟

(الف) زکوٰۃ کا انکار کرنے والوں (ب) فضول خرچی کرنے والوں

(ج) سخاوت نہ کرنے والوں (د) اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والوں

(iii) حدیثِ نبوی کے مطابق اللہ تعالیٰ آسمان سے بارش کو روک دیتا ہے:

(الف) زکوٰۃ نہ دینے سے (ب) صلہ رحمی نہ کرنے سے

(ج) دوسروں کا خیال نہ رکھنے سے (د) علم حاصل نہ کرنے سے

(iv) زمینی پیداوار کی زکوٰۃ ہے:

(الف) عشر (ب) صدقہ (ج) فدیہ (د) ٹیکس

(v) زکوٰۃ کا نظام رائج ہونے سے خاتمہ ہوجاتا ہے:

(الف) تجارت کا (ب) محنت کا (ج) گداگری کا (د) ملازمت کا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) زکوٰۃ کا معنیٰ ومفہوم بیان کریں۔

(ii) نقدی اور مالِ تجارت پر زکوٰۃ کی شرح تحریر کریں۔

(iii) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زکوٰۃ کی اہمیت کے بارے میں کیا ارشاد فرمایا؟

(iv) زمینی پیداوار پر عشر کی شرح کیا ہے؟

(v) زکوٰۃ اور عشر میں فرق لکھیں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) زکوٰۃ وعشر پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیات قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں زکوٰۃ کا ذکر ہو۔
- کمرا جماعت میں اسلامی نظام معیشت اور اس کے مصالح نیز غیر اسلامی نظام معیشت اور اس کے مفاسد کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو مصارف زکوٰۃ سے آگاہ کروائیں۔
- زکوٰۃ وعشر کے جدید مسائل کا مذاکرہ، اور نصابِ زکوٰۃ کی مختلف مدّات کا جامع چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) حج اور قربانی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حج اور قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے دلائل جان سکیں۔
- حج اور عمرہ کے فضائل اور مناسک سے آگاہ ہو سکیں۔
- حج اور قربانی کے فلسفہ اور حکمتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کی اہمیت و برکت سے آگاہ ہو سکیں۔
- امتِ مسلمہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے سلسلے میں حج کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- حج اور عمرہ کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں حج اور عمرہ کرنے والے بن سکیں۔
- قربانی کی اہمیت سے آگاہ ہو کر صاحبِ استطاعت ہونے کی صورت میں جذبہ اخلاص کے ساتھ قربانی کرنے والے بن سکیں۔
- حرمین شریفین، بیت اللہ، روضہ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ، آثار نبویہ اور مقامات مقدسہ کے انوار و فیوض سے مستفید ہونے والے بن سکیں۔
- ملت اسلامیہ کی آفاقیت اور اجتماعیت کے تصور سے آگاہ ہو کر عالمی اخوت و یگانگت کی روح پیدا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

حج ارکانِ اسلام میں ایک اہم رکن ہے جو ہر صاحبِ استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک بار فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ؕ (سورۃ آلِ عمران:97)

ترجمہ: اور اللہ کے لیے لوگوں پر اس گھر (بیت اللہ) کا حج کرنا (فرض) ہے جو کوئی بھی اس کی طرف جانے کی استطاعت رکھتا ہو۔

حج اس اعتبار سے ایک جامع عبادت ہے کہ یہ بیک وقت روحانی، بدنی اور مالی عبادت ہے اور یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں، حج کے مناسک میں احرام باندھنا، منیٰ جانا، وقوفِ عرفات، مزدلفہ میں قیام، جمرات کو کنکریاں مارنا، قربانی کرنا، حلق کرنا، طواف کرنا اور سعی کرنا شامل ہے۔

حج اور عمرہ کی فضیلت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایک حج اور چار عمرے ادا فرمائے۔ عمرہ واجب نہیں بلکہ سنت اور مستحب عمل ہے۔ (جامع ترمذی:931)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ ایک عمرہ کے بعد دوسرا عمرہ کرنا دونوں عمروں کے درمیان کے گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور (مقبول حج) کی جزا جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ (صحیح بخاری:1773)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تین لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا مہمان قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والا، حج کرنے والا اور عمرہ کرنے والا اللہ کا مہمان ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا تو اُنھوں نے حاضری دی، اور انھوں نے اللہ تعالیٰ سے

مانگا تو اس نے انھیں عطا کیا۔ (سنن ابن ماجہ:2893)

حج کرنے کا مختصر طریقہ

حج کرنے والا آٹھ ذوالحجہ کو صبح کی نماز کی بعد احرام باندھے، دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے کہ اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں تو اس کو میرے لیے آسان کر دے اور قبول فرما۔ اور تلبیہ کے درج ذیل الفاظ بلند آواز میں ادا کرے:

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ، لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ، إِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ، لَا شَرِيْكَ لَكَ

ترجمہ: حاضر ہوں اے اللہ! میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، تیرے ہی لیے تعریفیں ہیں، نعمتیں اور بادشاہت تیری ہی ہے، تیرا ان میں کوئی شریک نہیں۔

فجر کی نماز کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کے لیے روانہ ہو جائے۔ ظہر کی نماز وہاں پہنچ کر پڑھے اور نو ذوالحجہ کو نمازِ فجر کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے روانہ ہو۔ مغرب تک عرفات میں قیام کرے اور دعا مانگے۔ غروبِ آفتاب کے بعد میدانِ عرفات سے مزدلفہ کے لیے روانہ ہو۔ پیدل جانا مستحب ہے، مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھی پڑھے۔ رات مزدلفہ میں گزارے۔ رمی کے لیے کنکریاں چنے اور صبح کی نماز ادا کرنے کے بعد منیٰ کی طرف روانہ ہو۔

جب خوب روشنی پھیل جائے تو جمرہ عقبہ کو رمی کرے اور رمی کے بعد قربانی کرے، پھر سر کے بال منڈوالے یا کٹوالے، سر منڈوانے کے بعد وہ احرام کی پابندیوں سے آزاد ہو گیا پھر قربانی کے دنوں میں سے کسی ایک دن مکہ مکرمہ جا کر "طوافِ زیارت" کر لے، وقوفِ عرفات اور طوافِ زیارت کرنے کے بعد حج کے فرائض ادا ہو گئے، وقوفِ عرفہ حج کا رکنِ اعظم ہے، وقوفِ مزدلفہ، حج کی سعی اور رمی جمرات جیسے مناسک کی ادائیگی واجب ہے، آخر میں الوداعی طواف کرے، اس کے بعد مدینہ منورہ کا سفر کرے اور وہاں آٹھ یا نو دن کے قیام میں کوشش کرے کہ مسجدِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں متواتر چالیس نمازیں پڑھے۔

قُربانی

قربانی سے مراد اللہ تعالیٰ کے قرب کے حُصول کے لیے عیدالاضحیٰ کے دنوں میں مخصوص جانور کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور ان کے جدِ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنّت کے مطابق ذبح کرنا ہے۔ عید کے دن قربانی سے زیادہ فضیلت والا کوئی عمل نہیں ہے۔ اسی بنا پر یہ دن سال کا افضل ترین دن شمار ہوتا ہے۔ قربانی نہ کرنے پر سخت وعید آئی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے:

جس شخص کو قربانی کی وسعت ہو اور وہ قربانی نہ کرے تو وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ (سنن ابنِ ماجہ:3123)

عید کی نماز سے پہلے قربانی نہیں کی جا سکتی۔ اپنے ہاتھ سے قربانی کرنا افضل ہے۔ اگر خود جانور ذبح نہ کر سکتا ہو تو کوئی دوسرا مسلمان اس کی جگہ جانور ذبح کر سکتا ہے، مگر اجازت ضروری ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی طرف سے بھی قربانی فرمائی تھی۔

اجتماعی قربانی میں ایک گائے میں سات افراد اور اونٹ میں زیادہ سے زیادہ دس افراد شریک ہو سکتے ہیں البتہ کم از کم کی کوئی تعداد متعین نہیں، دو یا تین لوگ بھی برابر گوشت تقسیم کر کے قربانی کر سکتے ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

قربانی کا فلسفہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دیا جائے اور اس بات کا عہد کرنا کہ اگر ہمیں اس کی راہ میں اپنی جان بھی قربان کرنا پڑے تو ہم دریغ نہیں کریں گے۔

حج و قربانی ملت اسلامیہ کے اتحاد و یگانگت کے مظاہر ہیں۔ حجاج کرام جب حج کے لیے جمع ہوتے ہیں تو ان کا لباس، اعمال یہاں تک کہ زبان پر بھی ایک جیسے کلمات جاری ہوتے ہیں۔ ان سب کے مناسک بھی یکساں ہوتے ہیں اور وہ مل کر ایک ہی کعبہ کے گرد طواف کرتے ہیں۔ حج کے موقع پر لڑائی جھگڑے اور فساد سے سختی سے منع فرمایا گیا ہے۔ جس سے ایک دوسرے کے لیے ہمدردی کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔

حاجی جب حج کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف سفر کرتا ہے تو وہ صرف حج کا عظیم الشان فریضہ ہی انجام نہیں دیتا بلکہ اسے حرمین شریفین یعنی حرمِ مکی اور حرمِ مدنی کی زیارت بھی نصیب ہوتی ہے۔ وہ خانہ کعبہ کی زیارت کرتا ہے اور اس سے لپٹ کر اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہے۔ مسجدِ نبوی (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی زیارت کا شرف پاتا ہے اور روضہ رسول (صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) پر حاضر ہو کر درود و سلام پیش کرتا ہے۔

حجاج کرام کو مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ اور طائف میں ایسے بہت سے مقامات کی زیارت کا موقع ملتا ہے جن کا سیرت طیبہ سے گہرا تعلق ہے گویا حج کا یہ سفر صرف مناسک حج ادا کرنے کا سفر ہی نہیں بلکہ بہت سے اسلامی مقامات کی زیارت کا سفر بھی ہے جس سے انسان کی روحانیت اور اسلامی معلومات میں اضافہ ہوتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) عمرہ ادا کرنا ہے:

(الف) سنت (ب) واجب (ج) فرض (د) نفل

(ii) حج کا رکنِ اعظم ہے:

(الف) احرام باندھنا (ب) طوافِ زیارت (ج) وقوفِ عرفہ (د) قربانی کرنا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عمرے ادا کیے:

(الف) دو (ب) چار (ج) چھے (د) آٹھ

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے قربانی کی:

(الف) گائے کی (ب) اونٹ کی (ج) بکروں کی (د) دنبوں کی

(v) آٹھ ذوالحجہ کو حاجی احرام باندھتے ہیں:

(الف) فجر کی نماز کے بعد (ب) ظہر کی نماز کے بعد (ج) عصر کی نماز کے بعد (د) مغرب کی نماز کے بعد

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حج کے کوئی سے تین مناسک تحریر کریں۔

(ii) حج وعمرہ کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک تحریر کریں۔

(iii) قربانی کی استطاعت ہونے کے باوجود قربانی نہ کرنے والے کے لیے کیا ارشاد فرمایا گیا ہے؟

(iv) قربانی کے متعلق تین احکام تحریر کریں۔

(v) حجِ بیت اللہ کس طرح مسلمانوں کے باہمی اتحاد و محبت کو فروغ دیتا ہے؟ وضاحت کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حج اور قربانی کے بارے میں ایک جامع مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چند آیات قرآنی کی فہرست (سورت کا نام اور آیت نمبر) بنائیں جن میں حج اور قربانی کا ذکر ہو۔
- کمرا جماعت میں حج اور قربانی کی حکمتوں کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو قربانی کی یہ دعا یاد کروائیں:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ۚ﴿۷۹﴾ (سورۃ الانعام: 79)

ترجمہ: بے شک میں نے اپنا رخ کر لیا سب سے الگ ہو کر اُسی کی طرف جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں۔

- مناسک حج کے متعلق کوئی مستند ویڈیو دکھائی جائے۔

Web Version of PCTB Textbook

باب سوم

سیرتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ)

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ وسال (مدنی دور)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بطور معاشرتی مصلح

(1) غزوۂ تبوک

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- غزوہ تبوک کے اسباب، وجوہات اور پس منظر سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوہ تبوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- اس غزوہ کی مشکلات اور منافقین کے کردار کو جان سکیں۔
- اس غزوہ میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بالخصوص حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قربانیوں اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے آگاہ ہو سکیں۔
- غزوہ تبوک کے موقع پر مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انتظامی صلاحیتوں سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی قربانیوں سے آگاہ ہو کر اعلائے کلمۃ اللہ (غلبہ اسلام) کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کر سکیں۔
- منافقین کے کردار سے آگاہ ہو کر منافقت کی تمام صورتوں سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واقعے سے سبق حاصل کرتے ہوئے ہر حال میں سچائی پر کاربند رہنے والے بن سکیں۔

غزوۂ تبوک 9 ہجری میں ہوا۔ تبوک ایک مشہور مقام ہے جو مدینہ منورہ سے دِمَشق کے راستے پر واقع ہے۔ اس علاقے میں موجود پانی کے ایک چشمے کا نام تبوک تھا اسی مناسبت سے اس غزوے کا نام بھی غزوہ تبوک پڑ گیا۔ معرکہ موتہ کے بعد رومی سلطنت نے مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ غسّانی قبائل جو شام میں رومیوں کے زیرِ اثر تھے اور مسیحی مذہب سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کو قیصر روم ہرقل نے اس لڑائی کے لیے ابھارا۔ شام کے تاجروں نے مدینہ منورہ میں یہ خبر دے دی کہ رومیوں نے شام میں مسلمانوں کے مقابلے کے لیے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا ہے جس کو ہرقل کی حمایت حاصل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے رومیوں سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ یہ سخت تنگی، قحط سالی اور شدید گرمی کے دن تھے۔ پھلوں کے پکنے کا موسم تھا جس کی وجہ سے گھروں سے نکلنا بہت دشوار تھا۔ ان تمام ناسازگار حالات کے باوجود جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے غزوہ تبوک کا اعلان فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بڑے جوش وخروش سے تیاری شروع کر دی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس مہم میں ہر اس شخص کی شرکت لازمی قرار دے دی جو صحت مند ہو اور اس کے پاس سواری کا

Web Version of PCTB Textbook

جانور موجود ہو۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے غزوہ تبوک کی تیاری کے لیے مال واسباب اکٹھے کرنے شروع کر دیے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حکم پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم نے اپنا مال و دولت آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قدموں میں نچھاور کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا مال نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان سے دریافت فرمایا:

ترجمہ: ''تم نے اپنے گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟''

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''میں ان کے لیے اللہ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی محبت اور الفت کو چھوڑ کر آیا ہوں''۔ اس موقع پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا آدھا مال نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لشکر تبوک کی تیاری کے لیے ایک سو گھوڑے، نو سو اونٹ اور ایک ہزار دینار لے کر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک تہائی لشکر کو سازوسامان مہیا کیا۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار ہزار درہم، سیدنا عاصم بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 90 وسق (13 ٹن یعنی 500 کلوگرام) کھجوریں پیش کیں اور حضرت ابوعقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رات بھر مزدوری کر کے نصف ساع کھجوریں کما کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ ساتھ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن نے بھی اپنے اموال رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیے۔ سیدہ اُمّ سنان اسلمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ: ''میں نے سیّدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرے میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے سامنے ایک چادر بچھی ہوئی دیکھی جس میں مسلمان خواتین اپنے ہار، چوڑیاں، انگوٹھیاں، جھمکے، دیگر زیورات اور کپڑے ڈال رہی تھیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدینہ منورہ میں اہل بیت کی حفاظت، گھریلو اور دیگر امور کی انجام دہی پر مامور فرمایا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے سواریوں کی کمی کی وجہ سے بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو مدینہ منورہ ہی میں ٹھہرنے کا حکم دیا تو ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے خلوص، جذبہ ایمانی اور جہاد کے شوق کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔

غزوہ تبوک کے سفر کی تیاری زور شور سے جاری تھی۔ زادِ سفر اور سواریوں کا بندوبست کیا جا رہا تھا لیکن منافقین کا ٹولہ طرح طرح کی سازشوں میں مصروف تھا۔ منافقین کے لیڈر جد بن قیس اور عبد اللہ بن ابی جہاد کے لیے نکلنے پر قطعاً راضی نہ تھے۔ وہ اپنی جماعت سمیت مسلمانوں کے حوصلے پست کرنے اور رومیوں سے خوف زدہ کرنے میں مشغول تھے۔

جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اسلامی لشکر لے کر تبوک کی طرف روانہ ہوئے تو منافقین کا سردار عبد اللہ بن اُبی ثنیۃ الوداع کے پاس ذباب نامی مقام پر اپنے ساتھیوں سمیت یہ کہہ کر واپس لوٹ گیا کہ: اتنے گرم موسم میں حالات کی تنگی کے باوجود مسلمان رومیوں سے جنگ لڑنے جا رہے ہیں۔ رومی بہت طاقت ور ہیں ان کا مقابلہ کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے سامنے منافقوں کی حالت عیاں کر دی اور وہ بے نقاب ہو گئے۔

Web Version of PCTB Textbook

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی قیادت میں تیس ہزار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا لشکر شام کی طرف روانہ ہوا۔ سفر کے دوران مسلمانوں کو تین طرح کی مشکلات کا سامنا تھا۔ سواریاں کم تھیں، زادِراہ بہت تھوڑا تھا اور پانی کی شدید قلت تھی۔ ایک اونٹ پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم باری باری سواری کرتے تھے۔ مٹھی بھر کھجوریں کئی افراد میں تقسیم ہو جاتی تھیں۔ مسلمانوں نے آٹھ سو پانچ کلومیٹر کا یہ فاصلہ انتہائی استقامت، صبر و تحمل اور جواں مردی سے طے کیا۔ سامان کی کمی اور سفر کی تکلیف کی وجہ سے اسے جیش العُسرۃ یعنی تنگی کا لشکر بھی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی جرأت مندانہ پیش قدمی کو دیکھتے ہوئے رومی فوج اسلامی لشکر کے مقابلے کی ہمت نہ کر سکی۔ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بغیر لڑائی کے فتح حاصل ہوئی۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ تبوک کے مقام پر بیس دن قیام فرمانے کے بعد مدینہ منورہ واپس لوٹ آئے۔ مدینہ منورہ واپسی پر عورتوں اور بچوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا والہانہ استقبال کیا۔

غزوہ تبوک میں سیدنا کعب بن مالک، ہلال بن امیہ اور مرارہ بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہم بغیر کسی معقول وجہ کے غزوہ تبوک میں شرکت کرنے سے رہ گئے تھے۔ غزوہ تبوک سے واپسی پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے پوچھنے پر جب منافقین جھوٹے بہانے تراش رہے تھے تو انھوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سچ سچ بتا دیا اور آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم سے معافی طلب کی۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے بیانات قبول کرتے ہوئے ان کی توبہ کی قبولیت اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو ان سے بات چیت کرنے سے منع کر دیا۔ اس معاشرتی مقاطعے کو پچاس دن گزر گئے جو ان کی زندگی کے مشکل ترین دن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی طرف وحی نازل فرمائی اور ان کی توبہ قبول فرمالی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مبارک دے رہے تھے اور کہہ رہے تھے مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمھاری توبہ قبول فرمالی اور تمھیں معاف فرما دیا۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا چہرہ مبارک خوشی سے چمک اٹھا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا تمھیں آج کا دن مبارک ہو، یہ دن ان تمام دنوں سے مبارک ہے جو تمھاری پیدائش کے بعد سے آج تک تم پر گزرے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول یہ معافی آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے؟ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا: یہ معافی اللہ کی طرف سے ہے۔ حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم چوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی برکت سے نجات دی ہے اس لیے میں یہ عہد کرتا ہوں کہ جب تک زندہ رہوں گا ہمیشہ سچ بات ہی کہوں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے سچ بولنے کی وجہ سے کس قدر حسین انداز میں نوازا ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مدینہ منورہ سے دمشق کے راستے پر واقع تبوک نام ہے:

(الف) چشمے کا (ب) سرائے کا (ج) باغ کا (د) دریا کا

Web Version of PCTB Textbook

(ii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا/کیں:

(الف) گھر کا سارا سامان (ب) نصف صاع کھجوریں

(ج) 13 ٹن یعنی 500 کلوگرام کھجوریں (د) ایک ہزار اونٹ اور اشرفیاں

(iii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ذمہ داری سونپی گئی:

(الف) غزوہ کی تیاری کے لیے مال جمع کرنے کی (ب) اسلامی لشکر کے سپہ سالار کی

(ج) اہل بیت کی حفاظت کی (د) لشکر کی تیاری کی

(iv) غزوہ تبوک کے موقع پر مسلمانوں کے پاس:

(الف) سواریوں کی کثرت تھی (ب) جنگی ساز و سامان بہت زیادہ تھا

(ج) سپاہیوں کی کمی تھی (د) زادِ راہ کی شدید قلت تھی

(v) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ قبول ہوئی:

(الف) سچ بولنے کی وجہ سے (ب) وعدہ پورا کرنے کی وجہ سے

(ج) سخاوت کی وجہ سے (د) کفایت شعاری کی وجہ سے

☆ **مختصر جواب دیں۔**

(i) اہلِ مدینہ کو رومیوں کی جنگی تیاری کے بارے میں کس نے آگاہ کیا؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کن لوگوں کے لیے جنگ میں شرکت لازمی قرار دی؟

(iii) غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنا سامان نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں پیش کیا؟

(iv) غزوہ تبوک کے موقع پر خواتین نے کس طرح اسلامی لشکر کی تیاری میں مدد کی؟

(v) غزوہ تبوک کے موقع پر منافقین نے کیا کردار ادا کیا؟

☆ **تفصیلی جواب دیں۔**

(i) غزوہ تبوک پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- کتبِ سیرت سے غزوہ تبوک کے بارے میں مزید معلومات حاصل کریں۔
- کمرا جماعت میں منافقت کی مختلف صورتوں سے بچنے پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- کمرا جماعت میں غزوہ تبوک سے متعلق کوئز مقابلے کا انعقاد کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ وسال (مدنی دور)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ بطور معاشرتی مصلح

(2) حجۃ الوداع

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حجۃ الوداع کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی اہمیت اور تعلیمات سے آگاہ ہو سکیں۔
- حجۃ الوداع سے واپسی پر غدیر خم کے خطبے کو جان کر اہل بیت خصوصاً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ومنقبت سے واقف ہو سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے حج مبارک کے واقعات سے آگاہ ہو کر حج کا شوق اور ترغیب حاصل کر سکیں۔
- خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات سے آگاہ ہو کر ان کو اپنی عملی زندگی میں اپنا سکیں۔
- اہل بیت کے مقام و مرتبہ سے آگاہ ہو کر ان سے محبت، احترام و توقیر اور پیروی کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اپنے وصال سے قبل جو حج ادا فرمایا اس کو حجۃ الوداع کہتے ہیں۔ اکناف عالم میں اسلام کی دعوت و تبلیغ کی ذمّہ داری کی تکمیل کے بعد نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حج ادا کرنے کا اعلان فرمایا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اعلانِ حج پر ہر طرف سے مسلمان اکٹھے ہو گئے۔ ہفتہ 26 ذوالقعدہ 10 ہجری کو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ظہر کی نماز کے بعد مدینہ منورہ سے روانہ ہو گئے۔ نماز عصر سے پہلے ذوالحلیفہ پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر دو رکعت عصر کی نماز پڑھی اور رات وہیں گزاری۔ صبح ہوئی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''آج رات میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا اور اس نے کہا اس ''مبارک وادی'' میں نماز پڑھو اور کہو عمرہ حج میں شامل ہے۔

اگلے دن ظہر کی نماز سے پہلے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے غسل کیا، سر اور بدن میں خوش بُو لگائی۔ پھر تہبند باندھا، چادر اوڑھی اور دو رکعت ظہر کی نماز پڑھی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے مصلے ہی پر حج اور عمرہ دونوں کے لیے ایک ساتھ احرام باندھا (حج اور عمرہ کے لیے اکٹھے احرام باندھنے کو حجِ قران کہتے ہیں) اور تلبیہ پڑھا۔ پھر مصلے سے اُٹھ کر اونٹنی پر سوار ہوئے پھر تلبیہ پڑھا۔

ایک ہفتہ کے سفر کے بعد مکہ مکرمہ کے قریب پہنچے تو ''ذی طویٰ'' میں رات گزاری اور وہیں فجر پڑھ کر غسل فرمایا۔ پھر مسجد حرام میں داخل ہوئے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے بیت اللہ کا طواف فرمایا اور صفا و مروہ کی سعی کی، پھر بالائی مکہ میں ''حَجُون'' کے پاس قیام فرمایا اور دوبارہ طواف نہیں کیا، البتہ احرام برقرار رکھا کیوں کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حج اور عمرے کا احرام اکٹھا باندھا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ حضور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ہدی (قربانی کا جانور) ساتھ لائے تھے۔ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ 8 ذوالحجہ ترویہ کے

دن منیٰ تشریف لے گئے۔ منیٰ میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور اگلے دن 9 ذوالحجہ فجر تک کی (پانچ) نمازیں پڑھیں اور چار رکعت والی نماز قصر کرکے دو رکعت پڑھیں۔

سورج طلوع ہونے کے بعد آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ منیٰ سے چل پڑے اور عرفات تشریف لائے وہاں ''وادیِ نمرہ'' میں آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے لیے خیمہ لگا ہوا تھا آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اسی میں استراحت فرما ہوئے، سورج ڈھلا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ قصواء اونٹنی پر سوار ہوکر ''وادیِ عُرنہ'' میں تشریف لائے۔ لوگ آپ کے گرد جمع تھے، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کے درمیان کھڑے ہوکر خطبہ دیا، اللہ کی حمد وثنا کی، شہادت کے کلمات کہے، اللہ سے ڈرنے کی وصیت کی اور خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حقوق اللہ کے تحفظ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کی ادائی کی خصوصی تاکید فرمائی، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنے تھے، کسی عربی کو عجمی پر اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی کالے کو گورے پر اور کسی گورے کو کالے پر کوئی فضیلت نہیں سوائے تقویٰ کے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ایک دوسرے کی جان، مال اور عزت کے تحفظ پر خاص زور دیا، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ سن لو: جاہلیت کی ہر چیز میرے پاؤں تلے روند دی گئی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خاتمے کا اعلان فرماتے ہوئے سب سے پہلے اپنے چچا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سود جو لوگوں کے ذمے تھا اس کی معافی کا اعلان فرمایا اور تاکید فرمائی کہ تم لوگ عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو اور ان کے حقوق ادا کرو۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے معاشرے کے پسماندہ طبقوں اور ماتحتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرمائی، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں تمھارے درمیان ایسی دو چیزیں چھوڑ کے جا رہا ہوں کہ اگر تم انھیں مضبوطی سے پکڑے رکھو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے وہ اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری سنّت ہے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا اور تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہوگا تو پھر تم کیا کہو گے؟ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بے شک آپ نے اللہ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور امت کی خیر خواہی کی۔ پھر آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ شہادت کی انگلی آسمان کی طرف اٹھاتے لوگوں کی طرف جھکاتے اور فرماتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ، اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ

''اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا، اے اللہ گواہ رہنا۔''

اسلام کے اصول آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے ان خطبات میں ارشاد فرما دیے اور حاضرین کو دیگر مسلمانوں تک پہنچانے کی تلقین کی۔ وقوفِ عرفہ کے دوران ہی میں یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا (سورۃ المائدۃ:3)

ترجمہ: آج کے دن میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمھارے لیے اسلام بطورِ دین پسند کر لیا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ یمن کی اصلاحِ اَحوال کے لیے وقتاً فوقتاً صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو بھیجتے رہتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حجۃ الوداع سے پہلے رمضان المبارک 10 ہجری میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین سو (300) سواروں کے ساتھ یمن روانہ فرمایا، ان کے سر پر دستار باندھی، علَم عطا فرمایا اور ہدایات دیں کہ قتال میں پہل نہیں کرنی، نماز کا حکم دینا ہے اگر اطاعت

Web Version of PCTB Textbook

کر لیں تو زکوٰۃ کا حکم دینا اور بتانا کہ روزہ ہر سال فرض ہے اور حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے روانگی کے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دُعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ تمھارے دل کو ہدایت دے گا اور تمھاری زبان کو ثابت رکھے گا۔ (سنن ابی داؤد: 3582)

چناں چہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن گئے۔ وہاں کے لوگوں کو دعوتِ دین دی، بہت سے لوگوں نے اسلام کی دعوت قبول کی حتیٰ کہ پورا قبیلہ ''ہمدان'' دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ جب حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بہت خوش ہوئے۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یمن سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ مکہ مکرمہ آ کر حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ ملے اور حج ادا کیا۔

اس موقع پر کچھ لوگوں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعض انتظامی فیصلوں پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم سے شکوہ کیا۔ چناں چہ سفرِ حج سے واپسی پر ''غدیرِ خُم'' جہاں حجاج کرام اپنے اپنے علاقوں کی راہ لیتے ہیں، کے مقام پر نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

فَمَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ، اَللّٰهُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاهُ، وَعَادِ مَنْ عَادَاهُ۔ (مسند احمد: 12306)

ترجمہ: میں جس کا دوست ہوں، علی بھی اس کا دوست ہے، اے اللہ تو اس آدمی کو دوست رکھ جو علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دوست رکھتا ہے اور جو اس سے عداوت رکھے، تو بھی اس سے عداوت رکھ۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے محبوب اور مقرب ہیں۔ ان سے محبت کا تعلق رکھنا ایمان کا تقاضا ہے اور ان سے بغض یا کدورت رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

مشق

☆ **درست جواب کا انتخاب کریں۔**

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع فرمایا:

(الف) 8ہجری (ب) 9ہجری (ج) 10ہجری (د) 11ہجری

(ii) حج اور عمرہ کے لیے اکٹھا احرام باندھنا کہلاتا ہے:

(الف) حج مبرور (ب) حج قران (ج) حج تمتع (د) حج افراد

(iii) ہدی سے مراد ہے:

(الف) قربانی کا جانور (ب) پالتو جانور (ج) حلال جانور (د) طاقتور جانور

(iv) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی پر کس مقام پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان بیان کی؟

(الف) ذوالحلیفہ (ب) حدیبیہ (ج) غدیر خم (د) منیٰ

Web Version of PCTB Textbook

(v) خطبہ حجۃ الوداع میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے گواہی لی:

(الف) حج ادا کرنے پر (ب) قربانی کرنے پر

(ج) رسالت کا حق ادا کرنے پر (د) نماز ادا کرنے پر

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حجۃ الوداع سے کیا مراد ہے؟

(ii) غدیر خم کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت بیان کریں۔

(iii) تکمیلِ دین کے حوالے سے آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) خطبہ حجۃ الوداع میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے انسانی مساوات کے حوالے سے کیا ارشاد فرمایا؟

(v) نبی کریم نے ہدایت اور راہ نمائی کے لیے کن دو چیزوں کو مضبوطی سے پکڑنے کا حکم دیا؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) خطبہ حجۃ الوداع پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ چارٹ تیار کریں جس میں حجۃ الوداع کے سفر کے واقعے کو نقشے کی صورت میں واضح کریں۔
- کمرا جماعت میں خطبہ حجۃ الوداع کی تعلیمات پر مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- اہلِ بیت کے مقام و مرتبہ سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(الف) عہدِ نبوی کے ماہ وسال (مدنی دور)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ بطور معاشرتی مصلح

(3) وصالِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ)

Web Version of PCTB Textbook

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- وصالِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے واقعے کو جان سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی آخری وصیتوں خصوصاً نماز، خواتین اور زیر دست افراد سے حسن سلوک سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی فضیلت سے آگاہ ہو سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی آخری وصیتوں سے آگاہ ہو کر اپنی عملی زندگی میں ان پر عمل پیرا ہو سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی محبت سے اپنے قلوب کو منور کر کے کثرت سے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے عادی بن سکیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے دس ہجری کو فریضہ حج ادا فرمایا۔ ماہ صفر کے آخری ایام میں بقیع الغرقد سے واپسی پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی طبیعت ناساز ہو گئی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ بیماری کے ایام میں ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے گھروں میں آتے جاتے رہے۔ سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گھر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی اجازت سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے گھر مستقل طور پر منتقل ہو گئے۔ (صحیح بخاری: 4450)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی وفات سے چار دن قبل آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے مغرب کی نماز پڑھائی، لیکن عشاء کے وقت مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نماز کی امامت کے لیے مسجد تشریف نہ لا سکے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حکم دیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ چناں چہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امامت کے فرائض ادا کیے۔ اس کے بعد وصال سے ایک یا دو دن قبل ایک مرتبہ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ گھر سے باہر تشریف لائے، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے نماز پڑھائی اور نماز کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو کچھ نصیحتیں فرمائیں۔

وصال سے ایک دن قبل آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے تمام غلام آزاد فرما دیے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے پاس چند دینار تھے وہ صدقہ فرما دیے اور فرمایا میرا ورثہ دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگا۔ میں نے اپنی بیویوں کے خرچہ اور اپنے عاملوں کی اُجرت کے بعد جو کچھ

چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے۔ (صحیح بخاری: 6729)

نبی محتشم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے جنگی ساز وسامان وغیرہ مسلمانوں کو ہبہ فرما دیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بعد خلفا انھیں بطور تبرک استعمال کرتے رہے اور یہ چیزیں ایک سے دوسرے تک منتقل ہوتی گئیں۔

وصال کے دن صبح کی نماز کے وقت آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اچانک حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ سے پردہ اٹھایا، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو نماز پڑھتے دیکھا تو خوش ہو کر مسکرائے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کروا رہے تھے۔ وہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کو مصلے پر جگہ دینے کے لیے دورانِ نماز ہی میں پیچھے ہٹنے لگے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے دستِ مبارک سے اشارہ فرمایا کہ نماز جاری رکھو پھر پردہ گرا دیا۔ (صحیح بخاری: 4448)

فجر کی نماز کے بعد اپنی لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور پھر کان میں دو مرتبہ کچھ فرمایا، ایک دفعہ تو آپ رونے لگیں اور دوسری دفعہ مسکرانے لگیں، بعد میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا: کہ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے پہلی دفعہ فرمایا تھا کہ اس بیماری میں میرا وصال ہونے لگا ہے تو میں رونے لگی پھر آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے فرمایا مت روئیں، میرے اہلِ بیت میں تم ہی سب سے پہلے مجھے ملو گی، اس پر میں مسکرانے لگی۔ (صحیح بخاری: 4434)۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تاسف بھرے لہجے میں کہنے لگیں: ''ہائے! میرے بابا کی تکلیفیں''۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس پر ان سے ارشاد فرمایا: آج کے بعد تمھارے بابا کو کوئی تکلیف نہ ہو گی''۔

جناب رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے سامنے لکڑی یا پتھر کا پانی سے بھرا ایک برتن تھا آپ بار بار اپنا دستِ مُبارک پانی میں ڈالتے چہرے پر ملتے اور فرماتے۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ بلاشبہ موت کی بڑی سختیاں ہیں۔ (صحیح بخاری: 4449)

اسی دن حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ان کے لیے اشارے سے دعا فرمائی۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اپنی بیماری کے ان ایام میں متعدد بار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مخاطب ہوئے اور انھیں مختلف وصیتیں فرمائیں۔ انصار کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی اور فرمایا کہ وہ میرے قلب وجگر ہیں۔ انھوں نے اپنی ذمّہ داری پوری کی اور ان کے حقوق رہ گئے ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اپنی وفات سے قبل ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو دنیا اور اس کی رونقیں دکھائی ہیں، لیکن اس نے اپنے لیے آخرت کو پسند کیا ہے'' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب یہ بات سنی تو سمجھ گئے کہ وہ بندے خود رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم ہیں، یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے۔ لوگوں نے حیران ہو کر ان کی طرف دیکھا، کیوں کہ لوگ اس جملے کی گہرائی کو نہ سمجھ سکے تھے۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے وفات سے چند لمحے قبل سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چوما اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی پھر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو نماز کی حفاظت اور زیرِ دست افراد سے حسنِ سلوک کی وصیت فرمائی۔

جب آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے آخری لمحات کا آغاز ہوا تو اس وقت سر مبارک سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گود میں تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہاتھ میں مسواک لیے حاضر ہوئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

Web Version of PCTB Textbook

نے مسواک کو نرم کیا آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مسواک فرمائی اور چھت کی طرف دیکھ کر انگلی کھڑی کی تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے آخری الفاظ تھے۔ ''اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی''، ترجمہ: ''اے اللہ مجھے بلند مرتبہ رفیق سے ملا دے'' یہ الفاظ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تین مرتبہ دہرائے اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ہاتھ مبارک جھک گیا۔ جس وقت آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس دنیا سے تشریف لے گئے تو چاشت کا وقت تھا۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تجہیز و تکفین کا مرحلہ آیا تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی وصیت کے مطابق غسل کے لیے مدینہ منورہ کے سات کنوؤں سے پانی لایا گیا اور بیری کے پتّے ڈال کر پانی گرم کیا گیا۔ حضرت علی، حضرت عباس، حضرت فضل بن عباس، حضرت قثم بن عباس، حضرت اسامہ بن زید اور آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے غلام حضرت شُقران رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو غسل دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا جنازہ باقاعدہ جماعت کی شکل میں ادا نہیں کیا گیا، بلکہ لوگ گروہ در گروہ حاضر ہوتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا، نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ پر درود و سلام اور دعا کرتے رہے۔ جب اہلِ بیت اطہار اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم بارگاہِ رسالت میں ہدیہ درود و سلام پیش کر چکے تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لحد والی (بغلی قبر) تیار کی۔ لحد میں اتارنے کا شرف حضرت علی، حضرت عباس، حضرت قثم بن عباس اور حضرت فضل بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو حاصل ہوا۔ تدفین کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی قبر مبارک پر سرہانے کی طرف سے پانی چھڑکا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے حجرے کو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا مدفن بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اہلِ مدینہ کے لیے رسول کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی مدینہ منورہ آمد سے زیادہ خوش گوار دن کوئی نہ تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے لیے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی رحلت سے زیادہ تکلیف دہ خبر کوئی نہ تھی۔ وصالِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) سے حضرت جبریل علیہ السّلام کے وحی لانے کا سلسلہ ہمیشہ کے لیے منقطع ہو گیا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بیماری کا آغاز ہوا:

(الف) صفر المظفر کے آخری ایام میں　(ب) محرم الحرام کے آخری ایام میں

(ج) ربیع الاوّل کے آخری ایام میں　(د) رمضان المبارک کے آخری ایام میں

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آخری وصیتیں فرمائیں:

(الف) عورتوں، غلاموں اور نماز کے بارے میں　(ب) وراثت کی تقسیم کے بارے میں

(ج) سود کی حرمت کے بارے میں　(د) زکوٰۃ ادا کرنے کے بارے میں

(iii) وصال سے ایک دن قبل نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے کون سا عمل انجام دیا؟

(الف) تمام غلام آزاد کر دیے　(ب) وراثت تقسیم کر دی　(ج) عمرہ ادا کیا　(د) نماز کی امامت کی

Web Version of PCTB Textbook

(iv) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی کس بات پر تبسم کیا؟

(الف) جنت کی بشارت پر (ب) وصال کے بعد سب سے پہلے ملاقات کا سن کر

(ج) تسبیح فاطمہ عطا ہونے پر (د) جگر کا ٹکڑا اقرار دینے پر

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا وصال ہوا:

(الف) سہ پہر کے وقت (ب) چاشت کے وقت

(ج) عشا کے وقت (د) مغرب کے بعد

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے آخری لمحات میں کیا وصیت فرمائی؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی لحد مبارک کس نے تیار کی؟

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو کس نے قبر مبارک میں اتارا؟

(iv) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی نمازِ جنازہ کس طرح ادا کی؟

(v) وصال کے وقت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی زبان مبارک پر کون سے کلمات تھے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) وصال نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) پر نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی وصیتوں کے متعلق مذاکرہ کریں۔
- طلبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی حیات مبارکہ کے آخری ایام کی ہدایات (نماز، طہارت، خواتین کے حقوق، ماتحت افراد سے حسن سلوک وغیرہ) کی فہرست بنائیں اور موجودہ دور میں ان کی اہمیت کے متعلق کمرا جماعت میں اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- وصال نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کے بارے میں طلبہ کو تفصیل سے آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ب) اُسوہ رسول (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ) اور ہماری زندگی

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ بطور سرچشمہ ہدایت

(1) صلہ رحمی

حاصلاتِ تعلّم

Web Version of PCTB Textbook

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسوۂ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ) سے صلہ رحمی کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرت میں اہلِ بیت اطہار و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو صلہ رحمی کی ترغیب و تلقین کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے حوالے سے صلہ رحمی کی اہمیت جان سکیں۔
- سیرتِ طیبہ سے صلہ رحمی کی مختلف صورتوں (مالی و بدنی) کے متعلق آگاہ ہو سکیں۔
- معاشرتی زندگی میں صلہ رحمی کے فوائد اور قطع رحمی کے نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو اپنا کر قرابت داری کے حقوق ادا کر سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صلہ رحمی کو سمجھ کر اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- صلہ رحمی جیسی صفت کو روزمرّہ زندگی میں اپنا کر خاندانی زندگی کے استحکام کا باعث بن سکیں۔

اپنے قریبی رشتہ داروں کے ساتھ اچھے اور بہتر تعلقات قائم کرنا، آپس میں اتفاق و اتحاد سے رہنا، دکھ، درد، خوشی اور غمی میں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ چلنا، ایک دوسرے کے ساتھ رابطہ رکھنا اور ایک دوسرے کے ہاں آنا جانا، رشتوں کو اچھی طرح سے نبھانا اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنا، رشتہ داروں پر احسان کرنا، ان پر صدقہ و خیرات کرنا، اگر مالی حوالے سے تنگ دست اور کمزور ہیں تو ان کی مدد کرنا اور ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھنا صلہ رحمی کہلاتا ہے جب کہ قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کی خبر گیری سے غفلت برتنا قطع رحمی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قطع رحمی کرنے والوں کو نقصان اٹھانے والے قرار دیا ہے۔ قیامت کے دن صلہ رحمی کے متعلق پوچھا جائے گا۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے اسوۂ حسنہ سے صلہ رحمی اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کی تربیت ملتی ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو غریب رشتہ داروں سے صلہ رحمی کی تلقین کے ساتھ ان کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی۔ نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ وہ اپنا باغ اپنے غریب رشتہ داروں کو دے

دیں، چناں چہ انھوں نے وہ باغ اپنے عزیزوں اور اپنے چچا کے لڑکوں میں تقسیم کر دیا۔ (صحیح بخاری: 2769)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اخلاق حسنہ اور صلہ رحمی کا ایک نمونہ یہ بھی ہے کہ جو آپ سے تعلق توڑنا چاہتا آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اس کے ساتھ تعلقات کو جوڑتے تھے۔ اگر کوئی شخص تعلقات قائم رکھنا چاہے تو اس سے تعلق قائم رکھنا کوئی مشکل کام نہیں، مشکل تو یہ ہے کہ جو آپ کے ساتھ تعلقات توڑتا ہے اس کو جوڑ کر رکھیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

میرے ربّ نے مجھے نو(9) باتوں کا حکم دیا ہے۔ مخفی اور علانیہ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا، غصہ میں ہوں یا خوشی میں ہمیشہ انصاف کی بات کہوں اور دونوں حالتوں میں اعتدال پر قائم رہوں، جو مجھ سے تعلق توڑے میں اس سے تعلق جوڑوں اور جو مجھے نہ دے میں اسے عطا کروں، جو مجھ پر ظلم کرے میں اسے معاف کر دوں۔ میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا یادِ الٰہی کا بولنا ہو اور میرا دیکھنا عبرت کا دیکھنا ہو۔ (جامع الاصول: 9317)

Web Version of PCTB Textbook

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے صلہ رحمی اختیار کرنے والے شخص کو رزق میں کشادگی اور عمر میں برکت کی ضمانت عطا فرمائی۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جو شخص یہ چاہے کہ اس کے رزق میں کشادگی ہو اور اس کی عمر دراز ہو، اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (صحیح مسلم: 6524)

قطع تعلقی کرنا رسول اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو سخت ناپسند تھا۔ حضرت عبداللہ بن ابی اوفٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر تھے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا آج کوئی قطع تعلقی کرنے والا ہمارے پاس نہ بیٹھے تو ایک نوجوان اس مجلس سے اٹھا۔ اس کا اپنی خالہ کے ساتھ کسی بات پر جھگڑا ہو گیا تھا اس نے ان سے معذرت کی اور پھر وہ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت اس قوم پر نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع تعلقی کرنے والا موجود ہو۔ (شعب الایمان: 7590)

ایک شخص نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ میرے بعض رشتہ دار ایسے ہیں کہ میں ان سے تعلق جوڑتا ہوں، وہ مجھ سے تعلق توڑ دیتے ہیں۔ میں ان سے بھلائی کرتا ہوں وہ میرے ساتھ برائی کرتے ہیں میں ان سے بردباری سے پیش آتا ہوں وہ میرے ساتھ جہالت سے پیش آتے ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے اس کی بات سن کر فرمایا: اگر بات ایسے ہی ہے جیسے تم نے کہی تو تم ان کو جلتی ہوئی راکھ کھلا رہے ہو اور جب تک تم ایسا ہی کرتے رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں تمھارا ایک مددگار رہے گا۔
(صحیح مسلم: 6525)

ایک شخص نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ سے عرض کیا یا رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ میرا ایک چچا زاد بھائی ہے میں اس کے پاس کوئی چیز مانگنے جاتا ہوں تو مجھے کچھ بھی نہیں دیتا نہ میرے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے پھر اسے مجھ سے کوئی کام پڑ جاتا ہے تو وہ آکر مجھ سے کوئی چیز مانگتا ہے۔ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں اسے کچھ بھی نہیں دوں گا اور نہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس کے ساتھ وہ کام کروں جو اچھا ہے یعنی اس سے صلہ رحمی کروں اور قسم کا کفارہ ادا کروں۔ (سنن نسائی: 3788)

پہلی وحی کے بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے جن اوصاف کو آپ کی صداقت کے طور پر پیش فرمایا ان میں سے ایک وصف تعلق جوڑنا بھی تھا۔ اعلانِ نبوت سے پہلے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ اپنے رشتہ داروں کا خیال رکھتے اور ان کی مدد کرتے تھے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سیرت طیبہ سے صلہ رحمی کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔ ہمیں بھی صلہ رحمی کو فروغ دینے اور قطع رحمی سے گریز کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ صلہ رحمی سے افراد میں باہمی محبت پیدا ہوتی ہے اور خاندانی نظام استحکام پاتا ہے۔ معاشرتی امن کو فروغ ملتا ہے معاشرہ ترقی کی راہ پر چل پڑتا ہے۔ جبکہ قطع رحمی سے افراد میں باہمی نفرت پروان چڑھتی ہے جس سے معاشرہ مختلف مسائل کا شکار ہو جاتا ہے اور خاندانی استحکام تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) صلہ رحمی سے مراد ہے:

(الف) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنا　(ب) کثرت سے صدقات و خیرات کرنا

(ج) فضول خرچی سے بچنا　(د) تکالیف کو برداشت کرنا

(ii) عمر اور رزق میں اضافہ و برکت کے لیے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے حکم دیا:

(الف) صلہ رحمی کا　(ب) کفایت شعاری کا

(ج) صبر و تحمل کا　(د) میانہ روی کا

(iii) رشتہ داروں کے ساتھ تعلقات ختم کرنا کہلاتا ہے:

(الف) کفایت شعاری　(ب) میانہ روی

(ج) صلہ رحمی　(د) قطع رحمی

(iv) حدیثِ مبارک کی روشنی میں اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہوتا ہے جو:

(الف) کبھی کسی سے نہ جھگڑے　(ب) ہمیشہ ادب سے بات کرے

(ج) کبھی کسی سے تعلق نہ توڑے　(د) توڑنے والے سے تعلق جوڑے

(v) اسلام کی تعلیمات کے مطابق تعلق توڑنے والے شخص سے:

(الف) سختی کرنی چاہیے　(ب) بحث کرنی چاہیے

(ج) تعلق جوڑنا چاہیے　(د) تعلق توڑنا چاہیے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) صلہ رحمی کی کوئی سی دو صورتیں لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ii) صلہ رحمی کے حوالے سے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ لکھیں۔

(iii) صلہ رحمی کی فضیلت کے بارے میں حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) صلہ رحمی کے دو فائدے بیان کریں۔

(v) قطع رحمی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) صلہ رحمی کی اہمیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ صلہ رحمی کی مختلف صورتوں پر مذاکرہ کریں۔
- موجودہ دور میں بکھرتے ہوئے خاندانی نظام کے استحکام کے لیے خاندان کے افراد (ماں، باپ، اولاد، بہن اور بھائی وغیرہ) کی ذمے داریوں پر گفت گو کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- کتبِ سیرت سے صلہ رحمی کے مزید واقعات سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ب) اُسوہ رسول (خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) اور ہماری زندگی

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بطور سر چشمہ ہدایت

(2) خواتین کے ساتھ حُسنِ سلوک

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسوہ نبوی خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں خواتین کے احترام کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رشتہ دار خواتین اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے ساتھ حسن سلوک کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں معاشرتی زندگی میں خواتین کے احترام اور حسن سلوک کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسن سلوک کو اپنا کر ان کے حقوق ادا کرنے والے بن سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں خواتین کے بارے میں رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے حسن سلوک کی پیروی کر سکیں۔
- خواتین کا احترام کرنے والے بن کر روحانی تزکیہ اور معاشرتی اصلاح کا باعث بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

خواتین خاندان اور معاشرے کا اہم ترین اور اساسی رکن ہیں۔ مختلف تہذیبوں اور معاشروں میں خواتین کو بہت سے حقوق سے محروم رکھا گیا اور ظلم وستم کا شکار بنایا گیا۔ اسلام نے اپنے پیروکاروں کو خواتین کے حقوق ادا کرنے اور ان سے حسنِ سلوک کا حکم فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (سورۃ النّساء: 19) ترجمہ: اور ان کے ساتھ حُسنِ سلوک کا برتاؤ کرو۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے فرامین مبارکہ اور سیرت طیبہ سے خواتین کی قدر ومنزلت اجاگر ہوتی ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک اور اچھے برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا فرماتی ہیں کہ رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا تم میں سے بہترین وہ لوگ ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے ہیں اور میں تم میں سے اپنے گھر والوں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرنے والا ہوں۔ (جامع ترمذی: 3895)

ایک حدیث مبارک میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ایسے شخص کو جنت میں اپنے ساتھ کی بشارت عطا فرمائی جو بیٹیوں کی اچھی پرورش کرتا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: جس نے دو بیٹیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغ ہو گئیں تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اپنی انگلیوں کو ملاتے ہوئے فرمایا کہ میں اور وہ قیامت کے دن اس طرح قریب ہوں گے۔ (صحیح مسلم: 6695)

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بیٹی کی پرورش کو جنت کا سبب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: جس کی ایک بیٹی ہو اور وہ اسے زندہ دفن بھی نہ کرے، اس کی توہین بھی نہ کرے، اپنے بیٹے کو اس پر فوقیت بھی نہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کرے گا۔ (سنن ابی داؤد، 5146)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عورت کو وہ عزت دی کہ قیامت تک کے لیے اس کا مقام و مرتبہ سب پر واضح ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوتیں تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ انھیں خوش آمدید کہتے ہوئے کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑتے، ان کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور انھیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔ (شعب الایمان: 8927)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے جنت ماں کے قدموں میں قرار دی۔ ایک موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ماں کی خدمت کو لازم پکڑو کیوں کہ جنت اس کے قدموں میں ہے۔ (سنن نسائی: 3106)

آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس آئیں تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کے احترام میں اپنی چادر بچھائی اور بہت دیر تک ان کے ساتھ گفت گو فرماتے رہے۔

اللہ تعالیٰ نے اعمال صالحہ کی جو صلاحیت مرد کو عطا فرمائی ہے وہ عورتوں کو بھی بخشی ہے۔ البتہ مرد اور عورت کے دائرۂ عمل میں تھوڑا فرق ہے۔ مرد اگر میدان میں جا کر جہاد کرتا ہے تو عورت اپنے بیٹوں کی اچھی تربیت کر کے انھیں مجاہد بنا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خواتین کا اجر ان کے مزاج کے مطابق کام میں رکھ دیا ہے۔ عہدِ نبوت میں خواتین مختلف شعبوں میں مختلف خدمات انجام دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ خواتین نے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے عرض کیا کہ مرد آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے زیادہ استفادہ کرنے کی وجہ سے ہم سے سبقت لے گئے ہیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہماری تربیت کے لیے کوئی دن مقرر فرما دیجیے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس دن آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ خواتین سے ملاقات فرماتے اور انھیں تعلیم دیتے۔

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ہم پر یہ بات واضح ہوتی ہے کہ خواتین کا احترام کریں۔ خواتین پر آوازیں کسنے، گھور کر دیکھنے، ان کا مذاق اڑانے، خواتین کے تعلیمی اداروں کے باہر رش لگانے اور راستوں میں بیٹھنے سے اجتناب کریں۔ عوامی مقامات پر مختصر لباس پہننے سے گریز کریں اور ملازم پیشہ خواتین کا احترام کریں کیوں کہ خواتین کے احترام کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جنت کس کے قدموں میں ہے؟

(الف) ماں (ب) بیٹی (ج) بہن (د) بیوی

Web Version of PCTB Textbook

(ii) کون سا شخص دو انگلیوں کی طرح نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے قریب ہوگا؟

(الف) دو بیٹیوں کی اچھی تربیت کرنے والا (ب) صدقہ وخیرات کرنے والا

(ج) مسلسل روزے رکھنے والا (د) دوسروں کو معاف کرنے والا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احترام کے لیے:

(الف) کھڑے ہو جاتے تھے (ب) پھول بچھایا کرتے تھے

(ج) اہل خانہ کو کھڑے ہونے کا حکم دیتے تھے (د) ان کے قدموں میں قالین بچھاتے تھے

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے بھلائی کی وصیت فرمائی:

(الف) عورتوں کے ساتھ (ب) طلبہ کے ساتھ

(ج) تاجروں کے ساتھ (د) عمال کے ساتھ

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے استقبال کے لیے:

(الف) اپنی چادر ان کے قدموں میں بچھائی (ب) اُمہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنھن کو بھیجا

(ج) خواتین کا ایک وفد بھیجا (د) جانور قربان کیے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) اسلام کی آمد سے پہلے عورتوں کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے خواتین کی تربیت کے لیے کیا اقدام کیا؟

(iii) حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی آمد پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ان کے ساتھ کس طرح حسنِ سلوک کرتے تھے؟

(iv) دو بیٹیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے کے بارے میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

(v) ہمیں خواتین کے ساتھ کس طرح کا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) سیرتِ طیبہ کی روشنی میں خواتین کے ساتھ حسنِ سلوک پر جامع نوٹ تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- خواتین کے احترام، حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک پر مذاکرہ کریں۔
- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلام میں خواتین کو دیے جانے والے حقوق کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو تزکیہ نفس کے لیے بدنظری سے بچنے کی تلقین کریں۔
- طلبہ کو خواتین کے احترام کی ترغیب دیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(ب) اُسوہ رسول (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم) اور ہماری زندگی

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم بطور سرچشمہ ہدایت

(3) اندازِ تربیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے اندازِ تربیت کی مثالیں جان سکیں۔
- رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں اہل بیت اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تربیت کے واقعات سے آگاہ ہو سکیں۔
- تربیت کے مختلف طریقوں کو سمجھ کر انھیں اپنا سکیں۔
- اُسوہ حسنہ کی روشنی میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کو سمجھ کر اسے اپنی عملی زندگی میں شامل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کو روزمرہ زندگی میں اپنا کر معاشرتی اصلاح و تربیت کا باعث بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

انبیاء کرام علیھم السّلام کی ذمہ داریوں میں سے اہم ترین ذمہ داری انسانوں کے اخلاق اور رویوں کی اصلاح ہے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے عائد اس ذمہ داری کو بطریقِ احسن پورا فرمایا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے اس قدر اچھے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تربیت فرمائی کہ وہ معاشرے کے بہترین انسان قرار پائے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت میں یہ بات بنیادی نکتے کی حیثیت رکھتی ہے کہ آپ نے پہلے خود عمل کر کے دکھایا، اس کے بعد لوگوں نے اس کام کو اپنی زندگی کا حصہ بنا لیا۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کے اندازِ تربیت کے نمایاں ترین اوصاف حکمت اور بصیرت ہیں۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم جب کسی کی تربیت فرما رہے ہوتے تو مخاطب کی ذہنی استعداد کو ملحوظِ خاطر رکھتے۔ بے محل بات نہ فرماتے، موقع محل کا خصوصی لحاظ فرماتے۔

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کسی انسان کی غلطی پر کبھی اس کو سرِعام نام لے کر یا بات ٹوک کر تربیت نہ فرماتے بلکہ نام لیے بغیر لوگوں کو اشارتاً نصیحت فرما دیتے تھے۔

ایک مرتبہ لوگوں نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم کو مسلسل روزے رکھتے ہوئے دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی مسلسل روزے رکھنے شروع کر دیے جس کی وجہ سے ان کو کمزوری لاحق ہو گئی چہروں کے رنگ پیلے پڑ گئے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ایک جگہ پر جہاں کافی لوگ جمع تھے ان کو خطاب کر کے فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی کو دیکھ کر وہ طرزِ عمل اختیار کر لیتے ہیں حالاں کہ ایک بندہ دوسرے سے مختلف بھی ہو سکتا ہے۔ (سنن ابی داؤد: 4788)

یعنی آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم نے ان کو نام لے کر مخاطب کرنے کے بجائے اشارے سے بات کی تاکہ ان کی دل آزاری نہ

ہو۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم جب بھی نصیحت فرماتے تو اس بات کا خیال رکھتے کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو نصیحت کے وقت آنکھوں میں محبت وشفقت کی چمک ہوتی اور چہرے پر سختی کے بجائے نرمی کا انداز جھلکتا تھا۔

اگر کبھی اس بات کی ضرورت ہوتی کہ غلطی پر فوراً براہِ راست متنبہ کر دیا جائے تو انتہائی نرمی اور نہایت دل سوزی اور محبت کے انداز میں سمجھاتے تا کہ مخاطب حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے، چناں چہ ایک حدیث مبارک میں ذکر ہے کہ: ایک دیہاتی مسجد نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے ایک گوشے میں پیشاب کرنے لگا، حتیٰ کہ جب وہ پیشاب سے فارغ ہو گیا تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے پانی کا ڈول طلب فرمایا جو پیشاب پر بہا دیا گیا۔ اس اعرابی صحابی نے دین کی سمجھ آ جانے کے بعد (اپنا واقعہ بیان کرتے ہوئے) فرمایا: میرے ماں باپ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم پر قربان ہوں آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اٹھ کر میرے پاس آئے، مجھے نہ ڈانٹا، نہ برا بھلا کہا، بس یہ فرمایا: یہ مسجد ایسی جگہ ہے کہ اس میں پیشاب نہیں کیا جاتا، یہ تو اللہ تعالیٰ کے ذکر اور نماز کے لیے تعمیر کی گئی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 529)

آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا انداز لوگوں کے ساتھ کس قدر محبت آمیز اور مشفقانہ تھا اس کا اندازہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان سے لگایا جا سکتا ہے، وہ کہتے ہیں: میں دس برس تک حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں رہا، جو کام میں نے جس طرح بھی کر دیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: کہ، یہ کیوں کیا؟ اگر کوئی کام نہ کر سکا تو یہ نہیں فرمایا: یہ کیوں نہیں کیا؟ (صحیح مسلم: 2309)

اصلاح و تربیت کے سلسلہ میں آپ کا ایک خاص اسلوب یہ بھی رہا ہے کہ آپ زیادہ لمبے اور طویل وعظ و نصیحت سے گریز فرماتے تھے، نبی اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کا یہ حیرت انگیز اعجاز تھا کہ آپ بڑی بڑی باتوں کو مختصر سے جملوں میں بیان کر دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کو جوامِعُ الْکَلِم کی خصوصی صفت عطا کی تھی۔

حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم مخاطب کے جذبات اور احساسات کے علاوہ مزاج اور نفسیات کا بھی لحاظ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص نے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں آ کر عرض کیا: اے اللہ کے رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم! قیامت کب آئے گی؟ دیکھنے میں یہ ایک معمولی سا سوال تھا جس کا کوئی بھی جواب دے کر بات ختم کر دی جاتی، مثلاً قیامت کی کچھ نشانیاں بتا دی جاتیں، یا آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم فرماتے کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے وغیرہ مگر آپ نے ایسا نہیں کیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جب دیکھا کہ ایک شخص پر قیامت کی فکر طاری ہے اور اس کے وقوع کے بارے میں سوال کر رہا ہے تو آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم جواب دینے کے بجائے خود ہی سوال کرتے ہیں: تُو نے اس دن کے لیے کیا تیاری کر رکھی ہے؟ (صحیح بخاری: 6167) اس سوال کے ذریعے سے آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے ایک حقیقت ذہن نشین کرائی کہ اصل مسئلہ یہ نہیں ہے کہ قیامت کب آئے گی بلکہ اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ قیامت کے لیے تم نے کیا تیاری کی ہے؟ اگر قیامت دیر سے بھی آئے مگر ہماری طرف سے کوئی تیاری نہ ہو تو بے کار ہے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی اس خوش اسلوبی نے سائل کو احتسابِ نفس اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے پر آمادہ کر دیا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہر بات مناسب موقع پر کرتے تھے۔ اچھے کام پر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعریف کرتے اور ان کی حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک بار ایک شخص نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم سے ملاقات کے لیے آیا، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے دیکھا کہ اس کی ہتھیلیوں پر نشانات پڑے ہوئے ہیں، آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے وجہ دریافت کی تو اس نے کہا: یا رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم میں ایک مزدور آدمی ہوں، کسبِ حلال کے لیے مجھے پتھر توڑنے پڑتے ہیں، اس سخت محنت کی وجہ سے یہ نشانات پڑ گئے ہیں، جب آپ

Web Version of PCTB Textbook

خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے یہ بات سنی تو شفقت فرماتے ہوئے اس کے ہاتھ چوم لیے۔ ایسے اقدامات سے مخاطب کے دل میں محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں جس سے وہ نہ صرف بات قبول کرنے پر آمادہ ہوتا ہے بلکہ وہ ہر حال میں اس پر گامزن رہتا ہے۔

حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہر کام اور ہر معاملہ میں تدریج کا اہتمام فرماتے تھے، زیرِ تربیت افراد کی خوبیوں اور خامیوں کا اچھی طرح سے تجزیہ کر کے ایک خامی کو دور کرتے، ایک خوبی کو پروان چڑھاتے، مخاطب کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق اسے احکامِ اسلامی کا پابند بناتے، اسی لیے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن روانہ کرتے وقت آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: کہ اے معاذ! تم اہلِ کتاب کے پاس جارہے ہو، تم پہلے انھیں توحید اور رسالت کی دعوت دینا، جب وہ یہ بات مان لیں کہ اللہ ایک ہے اور محمد خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اس کے رسول ہیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے دن رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں، جب وہ اس بات کو بھی تسلیم کر لیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے مال داروں سے لی جائے گی اور ان کے فقرا میں تقسیم کر دی جائے گی۔ (صحیح بخاری: 1395)

آج بھی ہم اگر سیرتِ طیبہ کو اپنے لیے مشعلِ راہ بنالیں تو اس سے ان شاء اللہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں آئے گا اور اس کے زیرِ سایہ پوری انسانیت کو امن و سکون کی دولت نصیب ہوگی۔ رسول اللہ کے اندازِ تربیت میں والدین، اساتذہ کرام اور علماء کرام کے لیے راہ نما اصول موجود ہیں۔ جن کو مشعلِ راہ بنا کر وہ نئی نسل کی بہترین تربیت کر سکتے ہیں اور ان کو معاشرے کا ایک کامیاب فرد بنا سکتے ہیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی دس سال تک خدمت کی:

(الف) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے — (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے — (د) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا:

(الف) مصر — (ب) یمن — (ج) شام — (د) طائف

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے قیامت کے بارے میں سوال پوچھنے پر فرمایا:

(الف) تمھارا نام کیا ہے؟ — (ب) تم نے کیا تیاری کی ہے؟

(ج) تم کس شہر سے ہو؟ — (د) تم کیوں پوچھ رہے ہو؟

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے شفقت سے ہاتھ چومے:

(الف) پتھر توڑنے والے کے — (ب) صلہ رحمی کرنے والے کے

(ج) معاف کرنے والے کے — (د) سخاوت کرنے والے کے

Web Version of PCTB Textbook

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تربیت کے حوالے سے ہر کام اور معاملہ میں اہتمام فرماتے تھے:

(الف) تدریج کا (ب) وعظ ونصیحت کا (ج) تحریر وتقریر کا (د) ذاتی دل چسپی کا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) انبیائے کرام علیھم السلام کی بعثت کا مقصد کیا تھا؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تربیت کے دو نمایاں اوصاف کیا تھے؟

(iii) کسی کی غلطی پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا اندازِ تربیت کیا ہوتا؟

(iv) مسلسل روزے رکھنے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے کیا ارشاد فرمایا؟

(v) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تربیت میں کن کے لیے راہ نما اصول ہیں؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تربیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- طلبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اندازِ تربیت کی خوبیوں پر مذاکرہ کریں۔
- مثالی تربیت کے اہم عناصر مثلاً خیر خواہی، شفقت ومحبت اور احترام باہمی سے متعلق مذاکرہ کروایا جائے۔

برائے اساتذہ کرام

- اساتذہ کرام اسوۂ رسول خَاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے مطابق اندازِ تربیت اختیار کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

باب چہارم

اَخلاق وآداب

(1) اِخلاص وتقوٰی

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اخلاص وتقوٰی کے معنٰی ومفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں اخلاص وتقوٰی کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- سیرتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) سے اخلاص وتقوٰی کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- اخلاص وتقوٰی اختیار نہ کرنے کے دنیوی واخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- عملی زندگی میں اخلاص وتقوٰی کے معاشرتی فوائد وثمرات کی اہمیت کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرتِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے اخلاص وتقوٰی کی مثالوں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- عملی زندگی کے معاملات میں اخلاص وتقوٰی کا مظاہرہ کر سکیں۔
- اخلاص وتقوٰی کو اپنا کر ایک مثالی مسلمان بن کر اپنی دنیا وآخرت بہتر بنا سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

اِخلاص کا معنٰی ہے: خالص بنانا، صاف کرنا۔ اِخلاص سے مراد ہر عمل کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا ہے۔قرآنِ مجید میں اہلِ ایمان کو حکم دیا گیا ہے کہ ان کا ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا چاہیے۔نیکی کی قبولیت کی پہلی شرط اِخلاص یعنی اس نیکی کا اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے ہونا ہے۔نیت کی درستی اتنی اہم چیز ہے کہ اس کے بغیر انسان کا کوئی عمل بارگاہِ الٰہی میں قبول نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم جو کام بھی کریں اسی کی رضا کے لیے کریں، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اُنھیں یہی حکم دیا گیا تھا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں اس کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے بالکل یک سُو ہو کر۔ (سورۃ البینۃ: 5)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ (صحیح بخاری: 1) **ترجمہ:** تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

تقوٰی کا لفظی معنٰی ہے: ڈرنا، پرہیز گاری اختیار کرنا۔تقوٰی انسان کے دل کی اس کیفیت کا نام ہے جو اللہ تعالیٰ کے ڈر کی وجہ سے اسے نیکی پر آمادہ کرتی ہے اور گناہ سے روکتی ہے۔

تقویٰ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقامات پر ایمان والوں کو خطاب کر کے تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ قرآن مجید میں عزّت و شرافت کا معیار تقویٰ کو قرار دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ ؕ (سورۃ الحجرات: 13)

ترجمہ: بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزّت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہو۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تقویٰ کا اصل مقام دل کو قرار دیا۔ گویا اگر دل میں تقویٰ ہے تو انسان کے اَعمال بھی درست ہوں گے اور اگر دل تقویٰ کی دولت سے محروم ہے تو اَعمال بھی بگاڑ کا شکار ہو جائیں گے۔ جب انسان میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے تو اس کا لازمی نتیجہ اِخلاصِ نیت کی صورت میں نکلتا ہے۔

اِخلاص و تقویٰ اور اسوۂ حسنہ

حضور خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ ہمیں اخلاص و تقویٰ کا درس دیتی ہے۔ گویا اِخلاص و تقویٰ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت کا نچوڑ اور خلاصہ ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ہر عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اور تقویٰ پر مبنی ہوتا تھا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرتے تھے۔ اہلِ مکہ نے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو مال و دولت اور سرداری کی پیش کش بھی کی۔ لیکن آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اِن تمام چیزوں کو ٹھکرا دیا تو اہلِ مکہ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چچا حضرت ابو طالب سے کہا کہ وہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو اسلام کی تبلیغ سے روکیں۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے چچا نے آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے اس بارے میں بات کی تو آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اُن سے فرمایا:

"اللہ کی قسم! اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں، پھر بھی میں اپنا کام جاری رکھوں گا۔"

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بعض اوقات اتنی عبادت کرتے تھے کہ پاؤں مبارک میں ورم آ جاتا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہر نماز کے بعد استغفار فرماتے تھے اور دن میں کئی مرتبہ اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی دعا فرماتے تھے، حالاں کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ معصوم عن الخطا تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مغفرت کا اعلان فرما رکھا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا یہ استغفار فرمانا دراصل اپنی امت کی تعلیم کے لیے تھا۔

ایک غزوے کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ایک جگہ دوپہر کے وقت ایک درخت کے سائے میں آرام فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک دشمن ادھر آ نکلا، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی، اس نے تلوار پر قبضہ کر لیا اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو جگایا اور آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے کہا کہ اب تمھیں کون بچا سکتا ہے؟ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اطمینان سے جواب دیا کہ مجھے بچانے والا اللہ ہے۔ یہ جواب آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس اعتماد اور بھروسے کے ساتھ دیا کہ دشمن پر لرزہ طاری ہو گیا۔ اس حالت میں تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی، اب تلوار نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ہاتھ میں تھی، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے تلوار اٹھا کر فرمایا کہ تمھیں اب کون بچا سکتا ہے؟ اس شخص کے پاس کوئی جواب نہیں تھا، آپ خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ

Web Version of PCTB Textbook

نے اسے معاف کر دیا۔ اس شخص نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے حسنِ سلوک کو دیکھ کر اسلام قبول کر لیا۔

حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم اخلاص وتقوٰی کا پیکر تھے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی حیاتِ طیّبہ کا ہر لمحہ اِن صفات کا مظہر تھا۔ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کا امتی ہونے کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم بھی اپنے اندر اِخلاص وتقوٰی کی خوبیاں پیدا کریں۔ ہر عمل خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کریں۔

اِخلاص وتقوٰی اختیار کرنے سے اَعمال قبول بھی ہوں گے اور اُن کی لذّت میں بھی اِضافہ ہوگا۔ جب انسان نیکی کا عمل اِخلاص کے ساتھ اور تقوٰی کی صفت اختیار کر کے کرتا ہے تو اُس کے لیے نیکی کرنا آسان ہوجاتا ہے۔ جب کوئی نیکی لوگوں کو دکھانے کے لیے کی جاتی ہے تو وہ مشکل لگتی ہے، اُس کی لذّت ختم ہوجاتی ہے۔ جو لوگوں کو دکھانے کے لیے نیکی کرتا ہے تو ایک دن لوگوں کے سامنے بھی اس کی حقیقت آشکار ہوجائے گی اور وہ آخرت میں بھی ذلیل ورسوا ہوگا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ عزت والا ہے:

(الف) زیادہ دولت والا (ب) زیادہ تقوی اختیار کرنے والا

(ج) زیادہ حسن والا (د) زیادہ شہرت والا

(ii) تمام اعمال کا دارومدار ہے:

(الف) علم پر (ب) نیت پر (ج) صحت پر (د) جوانی پر

(iii) اخلاص کا معنیٰ ہے:

(الف) خالص بنانا (ب) عبادت کرنا (ج) کوشش کرنا (د) ڈرنا

(iv) اِخلاص لازمی نتیجہ ہے:

(الف) بزرگی کا (ب) تقوی کا (ج) کثرتِ عبادت کا (د) علم ودانش کا

(v) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے تقوٰی کا اصل مقام قرار دیا:

(الف) سوچ کو (ب) دماغ کو (ج) زبان کو (د) دل کو

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) اِخلاص کا مفہوم بیان کریں۔

(ii) تقوٰی کے مفہوم پر روشنی ڈالیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(iii) اِخلاص وتقویٰ کے بارے میں ایک قرآنی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) اِخلاص وتقویٰ کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(v) رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اِخلاص وتقویٰ کی ایک مثال ذکر کریں۔

☆ **تفصیلی جواب لکھیں۔**

(i) اِخلاص وتقویٰ کا مفہوم واہمیت بیان کرتے ہوئے سیرتِ طیبہ سے اس کی مثالیں پیش کیجیے۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اس سبق میں آپ نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اِخلاص وتقویٰ کے مختلف واقعات پڑھے ہیں، اسلامی کتابوں کے مطالعہ کے ذریعے سے
- صحابہ کرام رضی اللہ عنھم، اہلِ بیتِ رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اور دوسرے مشاہیر کے اِخلاص وتقویٰ کے واقعات یاد کیجیے اور اپنے ہم جماعتوں کو سنائیے۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو سمجھایے کہ نیت دل کا عمل ہے، اس کا تعلق زبان سے بہت کم اور دل سے بہت زیادہ ہے۔
- طلبہ کو اِخلاص سمجھاتے ہوئے نیت اور زاویہ نگاہ کی اہمیت بتائیں کہ اس کے ذریعے سے کیسے ہر عمل کو عبادت بنایا جا سکتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) پردہ پوشی

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- پردہ پوشی کے معنیٰ و مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں پردہ پوشی کی اہمیت و فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اُسوہ حسنہ اور سیرتِ اہل بیت و صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی روشنی میں پردہ پوشی کی مثالیں جان سکیں۔
- پردہ پوشی کی صفت کو اختیار نہ کرنے کے دنیوی و اخروی نقصانات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کے معاشرتی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- سیرت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے پردہ پوشی کی مثالوں سے سبق حاصل کر کے عملی زندگی میں پردہ پوشی کرنے والے بن سکیں۔
- روزمرہ زندگی میں دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کر کے معاشرے کو امن و آشتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

پردہ پوشی کا معنیٰ ہے: کسی کے عیبوں پر پردہ ڈالنا۔ دینِ اسلام ہمیں یہ تعلیم دیتا ہے کہ ہم کسی کے عیب جاننے کی کوشش نہ کریں۔ اگر ہمیں کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اسے چھپانے کی کوشش کریں، نہ اس شخص کو طعنہ دیں اور نہ اس پر طنز کریں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں لوگوں کے عیب تلاش کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَجَسَّسُوْا

ترجمہ: اور نہ (کسی کے متعلق) جاسوسی کرو۔ (سورۃ الحجرات: 12)

اسی طرح کسی کے عیب اچھالنے اور اسے طعنہ دینے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ پردہ پوشی کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے دوسروں کے عیبوں پر پردہ ڈالنے کو بہت بڑی نیکی قرار دیا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

جو شخص کسی مسلمان کے عیب چھپائے، اللہ قیامت کے دن اس کے عیب چھپائے گا۔ (صحیح بخاری: 2442)

اگر کسی نے کسی دوسرے شخص کا کوئی بُرا کام دیکھ ہی لیا ہے تو اسے خاموش رہنا چاہیے اور دوسروں تک پہنچانے سے گریز کرنا چاہیے لیکن اگر وہ ایسا اجتماعی جرم ہے جس سے معاشرے کے افراد کا انفرادی یا اجتماعی نقصان ہو رہا ہو تو اجتماعی مفاد کا خیال رکھتے ہوئے متعلقہ لوگوں کو آگاہ کر دینے کو بھی اسلام قدر اور تحسین کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

پردہ پوشی صرف دوسرے شخص کے عیب ہی کی نہیں ہوتی بلکہ انسان کا خود اپنے عیب چھپانا بھی پردہ پوشی میں شامل ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

Web Version of PCTB Textbook

میری تمام امت کو (گناہوں پر) معافی ملے گی سوائے ان لوگوں کے جو (اپنے گناہوں کا) اعلان کرنے والے ہیں کہ بندہ رات کو ایک کام کرے، پھر صبح ہو تو اللہ نے اس کا پردہ رکھا ہوا ور وہ خود کہے کہ اے فلاں! میں نے پچھلی رات ایسا ایسا کام کیا، حالاں کہ اس نے رات گزار دی، اس کے رب نے اس پر پردہ ڈالے رکھا اور وہ صبح کرتا ہے تو اپنے رب کا ڈالا ہوا پردہ اتار دیتا ہے"۔ (صحیح بخاری:6069)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ جب لوگوں کی اصلاح فرماتے تو دوسرے شخص کا نام لیے بغیر اشارے سے بات فرما دیتے تھے۔ بعض اوقات فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ اس طرح کہتے ہیں اور اس، اس طرح کرتے ہیں۔ لوگ اتنی بات سے ہی اپنی اصلاح کر لیتے تھے۔

ایک مرتبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ منبر پر تشریف لائے بلند آواز سے لوگوں کو پکارا اور ارشاد فرمایا:

مسلمانوں کو تکلیف مت دو، ان کو عار مت دلاؤ اور ان کے عیب تلاش نہ کرو، اس لیے کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ اس کے عیب تلاش کرتا ہے اور اللہ جس کے عیب تلاش کرتا ہے اسے رُسوا اور ذلیل کر دیتا ہے۔ (جامع ترمذی:2032)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک بوڑھے شخص کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ شراب پیتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا یہ عیب کسی کو نہ بتایا۔ پھر کچھ عرصے بعد وہ شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے بتایا کہ میں اس عمل سے توبہ کر چکا ہوں اور شراب چھوڑ دی ہے۔

دورِ حاضر کے جدید میڈیا پر عموماً پردہ پوشی کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ جو چیز انسان دیکھتا ہے اس کو بغیر تحقیق کے اور پردہ پوشی کی تعلیمات کو نظر انداز کرتے ہوئے فوراً دوسرے لوگوں اور گروپوں میں پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ اس طرح وہ دو طرح کے گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہے۔ ایک گناہ جھوٹی خبر پھیلانے کا اور دوسرا گناہ دوسروں کے عیب اچھالنے کا۔ موبائل اور باہمی رابطہ کے جدید ذرائع پر پردہ پوشی کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے تا کہ یہ چیزیں ہمارے لیے رحمت بنی رہیں، زحمت نہ بنیں۔

پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے بہت سے دُنیوی اور اخروی نقصانات ہیں۔ اس سے معاشرے میں بے چینی بڑھتی ہے۔ نفرت بڑھنے کے ساتھ ساتھ دُشمنی کی فضا پروان چڑھتی ہے۔ اگر دوسروں کے عیبوں کی پردہ پوشی کی جائے تو باہمی یقین اور تعاون کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ جب برائی کی باتوں اور عیبوں کو اچھالا جائے تو برائیاں پھیلتی ہیں اور جب برائیوں کے تذکرے مٹ جائیں تو برائیاں بھی مٹ جاتی ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ ہمارے گناہوں کی پردہ پوشی فرما کر ہمیں معاف کر دیتا ہے تو ہمیں بھی چاہیے کہ ہم دوسروں کے گناہوں اور عیبوں پر پردہ ڈالیں اور معاف کر دیں تا کہ معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بن سکے اور باہمی اخوت و محبت کے جذبات پروان چڑھ سکیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) پردہ پوشی سے مراد ہے:

(الف) عیب چھپانا (ب) عیب ظاہر کرنا (ج) بڑھا چڑھا کر پیش کرنا (د) نصیحت کرنا

Web Version of PCTB Textbook

(ii) دوسروں کے عیب چھپانے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انعام ملے گا:

(الف) اس کے عیبوں پر پردہ ڈال دیا جائے گا (ب) اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے گا

(ج) اس کو سخی لکھ دیا جائے گا (د) اس کو قیامت کے دن تاج پہنایا جائے گا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ دوسروں کی اصلاح فرماتے:

(الف) نام لے کر (ب) نام لیے بغیر

(ج) سختی فرما کر (د) مجمع میں اسے کھڑا کر کے

(iv) دین اسلام میں منع کیا گیا ہے:

(الف) عیب تلاش کرنے سے (ب) صلہ رحمی کرنے سے

(ج) سخاوت کرنے سے (د) میانہ روی اختیار کرنے سے

(v) جب انسان کے پاس کوئی خبر پہنچے تو اسے چاہیے کہ:

(الف) تصدیق کرے (ب) تردید کرے (ج) آگے پہنچائے (د) انکار کر دے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) پردہ پوشی کا مفہوم بیان کریں۔

(ii) پردہ پوشی کے بارے میں ایک قرآنی آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) پردہ پوشی کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پردہ پوشی کا حکم کیسے پورا کیا؟

(v) پردہ پوشی کے حوالے سے دورِ حاضر میں میڈیا کا کیا کردار ہے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں پردہ پوشی پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَىٰ آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کے اُسوۂ حسنہ میں پردہ پوشی سے سبق حاصل کرتے ہوئے سوشل میڈیا پر کردار کُشی کرنے کے گناہ اور نقصانات کے متعلق مذاکرہ کریں۔
- پردہ پوشی اختیار نہ کرنے کے نقصانات کے واقعات جماعت میں بیان کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو آگاہ کریں کہ وہ پردہ پوشی کے حکم پر کیسے عمل کر سکتے ہیں۔
- طلبہ کو مناسب طریقے سے سمجھائیں کہ وہ اپنے ماں باپ سے اپنے دل کی ہر بات کریں۔ اگر کسی شخص کا رویہ یا میل جول انھیں مناسب نہ لگے تو اس کا تذکرہ بھی اپنے والدین سے کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(3) جھوٹ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جھوٹ کے معنیٰ و مفہوم اور مختلف صورتوں کے متعلق جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- سیرت نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور سیرت اہلِ بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان سکیں۔
- سیرت نبوی خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور سیرت اہل بیت اطہار وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے جھوٹ سے بچنے اور سچ کو اختیار کرنے کی مثالیں جان کر اپنے قول وفعل کا جائزہ لے سکیں۔
- ''سچ بولیں اور سچوں کا ساتھ دیں'' کے نعرے کو معاشرے میں پروان چڑھا سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

جب انسان کسی بات کو اس کی حقیقت کے مطابق بیان کرے تو یہ سچائی ہے۔ حقیقت کو چھپانا اور سننے والے کو دھوکا دینا جھوٹ کہلاتا ہے۔ تمام مہذّب معاشروں اور آسمانی تعلیمات میں جھوٹ کو حرام قرار دیا گیا اور ہمیشہ سچ بولنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ﴿۳۰﴾ (سورۃ الحج:30) ترجمہ: ''اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں سچ بولنے والے مردوں اور سچ بولنے والی عورتوں سے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ سچائی نیکی کا راستہ دکھاتی ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے۔

ایک موقع پر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے منافقوں کی نشانیاں بیان فرمائیں، ان میں ایک نشانی یہ بھی تھی: جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ (صحیح بخاری:33)

ایک مرتبہ ایک شخص نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے پوچھا ''کیا مومن بخیل ہو سکتا ہے؟'' آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''ہاں ہو سکتا ہے۔'' پھر انھوں نے پوچھا ''کیا مومن بزدل ہو سکتا ہے؟'' آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''ہاں ہو سکتا ہے'' پھر انھوں نے پوچھا ''کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے؟'' آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا ''نہیں مومن جھوٹا نہیں ہو سکتا''

(مؤطا امام مالک: 1630)

جھوٹ کا تعلق صرف زبان ہی سے نہیں ہے بلکہ تن درست انسان کا اپنی بیماری کی جھوٹی درخواست دینا، جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ (طبّی رپورٹ) بنوانا، جھوٹی سفارش کرنا، مذاق میں جھوٹ بولنا، کسی پر جھوٹا مقدمہ بنا دینا، کوئی چیز فروخت کرتے ہوئے جھوٹ بولنا، کسی کی غلط حاضری لگانا، موبائل یا سوشل میڈیا کے ذریعے سے خلافِ واقعہ بات کی تشہیر کرنا اور اس طرح کی دیگر تمام چیزیں جھوٹ میں داخل ہیں۔

جھوٹ اتنی بری عادت ہے کہ اسلام سے پہلے جب لوگوں میں کئی برائیاں موجود تھیں، اس کے باوجود وہ جھوٹ سے بچا کرتے تھے اور اسے بہت بری عادت سمجھتے تھے۔

آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اعلانِ نبوّت سے پہلے تجارت کیا کرتے تھے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ تجارت میں اس قدر دیانت داری سے کام لیتے کہ اہلِ عرب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو صادق اور امین کے لقب سے یاد کرتے تھے۔

اہل مکہ جانتے تھے کہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ہمیشہ سچ بولا، کبھی کسی کو دھوکا نہیں دیا اور کبھی کسی کے ساتھ خیانت نہیں کی۔ یہی وجہ ہے کہ جب روم کے بادشاہ ہرقل نے ابوسفیان سے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بارے میں پوچھا کہ انھوں نے کبھی جھوٹ بولا ہے تو دشمن ہونے کے باوجود ابوسفیان نے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے، کہا کہ وہ ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔

اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو جھوٹ سے شدید نفرت تھی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے فیض یافتہ یہ لوگ جھوٹ سے کس قدر اجتناب کرتے تھے، اس کا اندازہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان سے ہوسکتا ہے، وہ فرماتے تھے:

وَاللّٰهِ مَا كُنَّا نَكْذِبُ وَلَا نَدْرِيْ مَا الْكَذِبُ

ترجمہ: اللہ کی قسم! ہم کبھی جھوٹ نہ بولتے تھے اور ہمیں تو معلوم ہی نہ تھا کہ جھوٹ ہوتا کیا ہے۔

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ جھوٹ کے چند نقصانات درج ذیل ہیں:

- اللہ تعالیٰ جھوٹے آدمی کی دعا قبول نہیں فرماتا اور نہ اس کے رزق میں برکت فرماتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والے کو نہ اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اور نہ ہی لوگ پسند کرتے ہیں۔
- جھوٹ بولنے والا معاشرے میں اپنی عزّت کھودیتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم رہتا ہے۔
- جھوٹ بولنے والے کو خود پر بھی اعتماد نہیں رہتا اور وہ اپنی نظر میں بھی گر جاتا ہے۔

سچ بولنے والے کو سب سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ اسے دل کا سکون مل جاتا ہے۔ لوگ اس کی عزّت کرتے ہیں اور اس کی بات پر اعتماد کرتے ہیں۔ جھوٹ بولنے والے کو بعض اوقات وقتی فائدہ تو حاصل ہوسکتا ہے، لیکن اصل فائدہ اور ہمیشہ رہنے والا فائدہ سچ بولنے والے کو ہی ملتا ہے۔

ہمیں ہمیشہ سچائی کی عادت اپنانی چاہیے۔ خاص طور سے اپنے ماں باپ سے تو ہرگز جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ جو بچے اپنے ماں باپ سے جھوٹ بولتے ہیں وہ زندگی میں غلطیاں کرتے ہیں اور نقصان اٹھاتے ہیں۔ ہمیں اپنی زندگی کا یہ اصول بنانا چاہیے کہ ہمیشہ سچ بولیں اور سچ کا ساتھ دیں۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) وہ شخص مومن نہیں ہوسکتا جو:

(الف) سادہ لوح ہو (ب) جھوٹا ہو (ج) بزدل ہو (د) بخیل ہو

Web Version of PCTB Textbook

(ii) منافق کی ایک نشانی ہے:

(الف) جھوٹ بولنا (ب) سچ بولنا (ج) کنجوسی کرنا (د) بغاوت کرنا

(iii) سچائی راستہ دکھاتی ہے:

(الف) بادشاہت کا (ب) اقتدار کا (ج) محل کا (د) نیکی کا

(iv) عرب کے لوگ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو لقب سے یاد کرتے تھے:

(الف) محبوبِ عالم (ب) عالمِ دین (ج) صادق و امین (د) ماہر تاجر

(v) تمام برائیوں کی جڑ ہے:

(الف) زیادہ بولنا (ب) زیادہ کھانا (ج) زیادہ سونا (د) جھوٹ بولنا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) سچ اور جھوٹ میں کیا فرق ہے؟

(ii) جھوٹ کی مذمت پر ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) جھوٹ کی مذمت پر ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کی سچائی اور راست گوئی کا کوئی ایک واقعہ تحریر کریں۔

(v) جھوٹ کے کیا نقصانات ہیں؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں جھوٹ کی مذمّت پر جامع مضمون لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- جھوٹ کی ممانعت پر دو قرآنی آیات اور دو مستند احادیث مبارکہ مع ترجمہ تحریر کر کے لائیں۔
- جھوٹ کو اپنی زندگی سے نکال دیجیے۔ کسی بھی خامی کو ختم کرنے کے لیے تھوڑی محنت کرنا پڑتی ہے، لیکن آخر کار اس سے نجات مل ہی جاتی ہے۔

برائے اساتذہ کرام

- گروپ کی صورت میں جھوٹ کے نقصانات کے بارے میں طلبہ کے درمیان ایک مکالمہ کروایا جائے۔
- بچوں کو مشاہیرِ اسلام کی صداقت کے واقعات سنائیں۔
- زبان کی حفاظت کے موضوع پر مباحثہ کا انعقاد فرمائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(4) غِیبت اور بُہتان

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- غیبت اور بہتان کے معنیٰ و مفہوم، اسباب، مختلف صورتیں اور غیبت اور بہتان کے درمیان فرق کو جان سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں غیبت اور بہتان سے بچنے کے طریقے، اس کی اہمیت اور فضیلت کو سمجھ سکیں۔
- غیبت اور بہتان کے دنیوی و اخروی نقصانات سمجھ سکیں۔
- اس بات کا ادراک کر سکیں کہ غیبت اور بہتان باہمی تعلقات کی خرابی اور معاشرتی بگاڑ کی جڑ ہیں۔
- روزمرّہ زندگی میں غیبت اور بہتان سے بچنے کے معاشرتی فوائد و ثمرات کا جائزہ لے سکیں۔
- غیبت اور بہتان کے دنیوی و اخروی نقصانات کو جان کر ان سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- روزمرہ معاملات میں غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے معاشرے کو ان رذائل سے پاک کرنے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

غیبت اور بہتان کا معنیٰ ہے: کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنا۔ اگر وہ برائی اس میں موجود ہو تو اسے غیبت کہتے ہیں اور اگر وہ برائی اس میں موجود نہ ہو تو اسے بہتان کہتے ہیں۔ بہتان غیبت سے بھی بڑا گناہ ہے۔ کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنے کو طعنہ اور طنز کہتے ہیں۔ کسی کو طعنہ دینا اور اس پر طنز کرنا بھی حرام ہے۔

کسی پر جھوٹا الزام لگانا بھی بہتان ہے۔ اسے تہمت لگانا بھی کہتے ہیں۔ اسلام کے عدالتی نظام میں کسی پر تہمت لگانا بہت بڑا جرم ہے، تہمت لگانے والے پر اسی کوڑوں کی سزا نافذ ہوتی ہے۔

کسی کی جسمانی یا عملی کمزوری، رنگ، نسل، خاندان یا پیشے کی بنیاد پر اسے طعنہ دینا یا اس کی غیبت کرنا سخت گناہ ہے۔ ہر انسان کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔ جب کسی کی جسمانی کمزوری یا رنگ و شکل کی بنیاد پر اس کی تحقیر کی جاتی ہے تو گویا اللہ تعالیٰ کی تخلیق پر اعتراض کیا جا رہا ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں غیبت کرنے اور طعنہ دینے والے کے لیے ہلاکت کا اعلان کیا گیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ہر ایسے شخص کے لیے ہلاکت ہے جو (آمنے سامنے) طعنہ دینے والا (اور پیٹھ پیچھے) عیب نکالنے والا ہو۔
(سورۃ الھمزۃ: 01)

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید میں غیبت کو حرام قرار دیا ہے اور اسے مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور نہ ایک دوسرے کی غیبت کرو کیا تم میں سے کوئی شخص پسند کرے گا کہ وہ اپنے مُردہ بھائی کا گوشت کھائے پس اس سے تو تم (انتہائی) نفرت کرتے ہو **(سورۃ الحجرات: 12)**

قرآن مجید میں سب سے زیادہ سخت مثال غیبت کی بیان کی گئی ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی وجہ سے معاشرے میں بہت

سی اخلاقی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا: مسلمانوں کی بدگوئی نہ کیا کرو نہ ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرو۔ جو ان کے عیب تلاش کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب تلاش کرے گا، اور جس کے عیب اللہ تعالیٰ تلاش کرے گا اسے اس کے گھر کے اندر رسوا کردے گا۔ (سنن ابی داؤد:4880)

ایک مرتبہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ دو قبروں کے پاس سے گزرے، آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ انھیں عذاب ہو رہا ہے، ان میں سے ایک کو تو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب کرتے ہوئے پاکی کا خیال نہیں رکھتا تھا اور دوسرے کو اس لیے عذاب ہو رہا ہے کیوں کہ وہ لوگوں کی غیبت کرتا تھا۔ (سنن ابن ماجہ:349)

غیبت کرنا بزدل اور بے کار لوگوں کا شیوہ ہے۔ بہادر لوگ غیبت جیسے مرض سے دور رہتے ہیں۔ غیبت کرنے والے شخص کی شخصیت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جاتی ہے اور وہ لوگوں کے جن عیبوں کا تذکرہ کر رہا ہوتا ہے، ایک دن خود بھی ان میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

غیبت سے بچنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم زبان کی حفاظت کریں۔ ہمارے دل میں یہ یقین ہونا چاہیے کہ ہمیں قیامت کے دن اپنے ہر قول و فعل کا حساب دینا ہوگا۔ ہم جو لفظ بھی بولتے ہیں وہ محفوظ کر لیا جاتا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: وہ جو لفظ بھی بولتا ہے اس پر ایک نگران (لکھنے کے لیے) تیار رہتا ہے۔ (سورۃ ق:18)

غیبت سے بچنے کے لیے ہمیں ایسے لوگوں کی صحبت سے دور رہنا چاہیے جو ہر وقت غیبت میں اور دوسروں کی برائیاں بیان کرنے میں مشغول رہتے ہیں۔

غیبت اور بہتان کی وجہ سے معاشرے میں کینے اور دشمنی کو فروغ ملتا ہے، ایک دوسرے کے بارے میں دل میں نفرت پیدا ہوتی ہے۔ دورِ حاضر میں بہت سے لوگ غیبت کی خوف ناک آفت کی لپیٹ میں ہیں۔ اس گناہ کی وجہ سے آج گھر میدانِ جنگ بنے ہوئے ہیں۔ خاندانوں، محلوں اور بازاروں میں نفرت کی منحوس دیواریں کھڑی ہوگئی ہیں۔ ہمیں چاہیے کہ اس گناہ سے مکمل پرہیز کریں، نہ غیبت کریں اور نہ ہی سنیں۔ اس طرح ہمارا وقت بچے گا، ہمارا دل پرسکون رہے گا، دل میں دوسروں کے لیے نفرت کے جذبات پیدا نہیں ہوں گے اور ہم آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہیں گے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی کی غیر موجودگی میں اس کی برائی بیان کرنے کو کہتے ہیں:

(الف) غیبت (ب) فتنہ وفساد (ج) فضول خرچی (د) بے حیائی

(ii) کسی کے سامنے اس کی برائی بیان کرنے کو کہتے ہیں:

(الف) تکبر اور غرور (ب) طنز اور طعنہ (ج) لاپروائی اور سستی (د) چغل خوری اور غیبت

(iii) قرآنِ مجید میں مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے تشبیہ دی گئی ہے:

(الف) غیبت کو (ب) جھوٹ کو (ج) سود کو (د) تکبر کو

(iv) دوسروں کے عیبوں کا تذکرہ کرنے والا مبتلا ہو جاتا ہے:

(الف) بیماریوں میں (ب) انھی عیبوں میں (ج) لالچ میں (د) تکبر میں

(v) غیبت اور بہتان کی وجہ سے دلوں میں پیدا ہوتی ہے:

(الف) حرص (ب) لالچ (ج) نفرت (د) میانہ روی

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) غیبت کا کیا معنٰی ہے؟ (ii) بہتان کا کیا معنٰی ہے؟

(iii) غیبت اور بہتان کی حرمت پر ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) غیبت اور بہتان کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(v) غیبت اور بہتان کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

☆ تفصیلی جواب لکھیں۔

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غیبت اور بہتان کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- عملی زندگی سے مثالیں دیں کہ ہم غیبت اور بہتان سے بچتے ہوئے کس طرح خلوص اور خیر خواہی کا رویہ اپنا سکتے ہیں؟
- غیبت اور بہتان کی ممانعت پر قرآنی آیات اور مستند احادیثِ مبارکہ مع ترجمہ چارٹ پر تحریر کر کے کمرا جماعت میں آویزاں کیجیے۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو غیبت سے بچنے کی ترغیب دیجیے اور غیبت کی حوصلہ شکنی کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook

(5) جادو، فال اور توہّم پرستی

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معنیٰ و مفہوم سے آگاہ ہو سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں ستاروں کے ذریعے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے فتنوں کے بارے میں شرعی احکام جان سکیں۔
- جادو سیکھنے، سکھانے، کرنے اور کروانے کی ممانعت سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- پُراُمید رہنے اور نیک شگون لینے کی اہمیت جان سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کے معاشرے پر ہونے والے نقصانات کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مختلف صورتوں اور ان کے تدارک کا جائزہ لے سکیں۔
- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی اپنے معاشرے میں موجود مختلف صورتوں کی نشان دہی کر سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں جادو، ستاروں کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی مذمت سے آگاہ ہو کر روزمرہ زندگی میں اس سے اجتناب کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

توہم پرستی کا معنیٰ ہے: بغیر کسی شرعی یا عقلی دلیل کے کسی نظریے یا خیال کو اپنا لینا۔ توہم پرستی کی ایک صورت بدشگونی بھی ہے۔ کسی چیز، دن یا مہینے کو بُرا سمجھنا بدشگونی کی مثالیں ہیں۔ فال وغیرہ کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے کی کوشش کرنا بھی توہم پرستی ہی ہے۔

ظاہری اسباب میں اثر پیدا کرنے والی ذات اللہ تعالیٰ کی ہے۔ کسی چیز، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا بدشگونی ہے۔ بدشگونی اور توہم پرستی قابل مذمت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے بغیر کوئی بھی چیز انسان کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ جب وہ خیر پہنچانا چاہے تو کوئی شر نہیں پہنچا سکتا اور اگر وہ کوئی مصیبت نازل کر دے تو کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اگر اللہ تمھیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور فرمانے والا نہیں اور اگر وہ تمھارے ساتھ خیر کا ارادہ فرمائے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں وہ اِس (فضل) کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے پہنچاتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم فرمانے والا ہے۔ (سورۃ یونس: 107)

انسان کو جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ اس کے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جو لوگ دین کے علم سے محروم ہیں وہ توہم پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کسی انسان، جانور، دن یا مہینے کو منحوس سمجھنا جہالت اور توہّم پرستی ہے۔ جو لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے ہیں وہ دراصل خام خیالی کا شکار ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں بھی لوگ صفر کے مہینے کو منحوس سمجھتے تھے۔ مستقبل کے حالات جاننے اور مستقبل کے کام بنانے کے لیے ستاروں کی چال، فال یا جادو ٹونے وغیرہ کا استعمال اسلام میں حرام ہے۔

مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کے لیے رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے استخارہ کی تعلیم دی ہے۔ جس کا مسنون

طریقہ یہ ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کی دعا کی جائے۔

اسلام نے جیسے تو ہم پرستی سے منع کیا ہے اسی طرح بدشگونی اور بدفالی سے بھی منع کیا ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

جو شخص نجومی کے پاس جائے، اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہ ہو گی۔ (صحیح مسلم: 5821)

اسلامی تعلیمات میں بدشگونی کی اجازت نہیں ہے، یعنی کسی انسان، جانور، چیز یا وقت سے بدشگونی لینا درست نہیں ہے۔ البتہ نیک شگون یا نیک فال لینا درست ہے۔ انسان کو ہمیشہ پر امید رہنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے کیوں کہ اللہ تعالیٰ بندے کے ساتھ اس کے گمان کے مطابق معاملہ فرماتا ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: بدشگونی کی کوئی اصل نہیں البتہ نیک فال لینا کچھ بُرا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری: 5754)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کسی کے دل میں کوئی چیز کھٹکے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ الفاظ کہے:

"اَللّٰھُمَّ لَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُكَ وَلَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَیْرُكَ"

ترجمہ: اے اللہ! آپ کی طرف سے نازل کی جانے والی خیر کے علاوہ کوئی خیر نہیں اور آپ کے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور آپ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (مسند احمد: 7045)

جادو ایک حقیقت ہے، جس میں بعض اوقات دوسروں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض اوقات لوگوں کی نظروں اور عقلوں کو بند کر دیا جاتا ہے۔ جادوگر چیزوں کی حقیقت کو نہیں بدلتا، البتہ خیال پر قبضہ کر لیتا ہے۔ اسلام میں جادو کرنے، کرانے کو سخت گناہ قرار دیا گیا ہے۔ جادو وغیرہ سے محفوظ رہنے کے لیے سورۃ الفلق اور سورۃ الناس پڑھنے اور عجوہ کھجور کھانے کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم جنات اور انسانوں کی نظر بد سے پناہ مانگا کرتے تھے، یہاں تک کہ معوذتین (سورۃ الفلق اور سورۃ الناس) نازل ہوئیں، جب یہ سورتیں نازل ہوئیں تو آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے ان دونوں کو لے لیا اور ان کے علاوہ کو چھوڑ دیا۔ (جامع ترمذی: 2058)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا:

جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھا لیں اس دن اسے نہ زہر نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ جادو۔ (صحیح بخاری: 5769)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: تباہ کر دینے والی چیز اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے اس سے بچو اور جادو کرنے کرانے سے بھی بچو۔ (صحیح بخاری: 5764)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم حضرت حسن اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو یہ دعا پڑھ کر دم فرمایا کرتے تھے:

اُعِیْذُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّ هَامَّةٍ وَّ مِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ۔

ترجمہ: میں تم دونوں کے لیے اللہ کے مکمل اور پورے کلمات کے ساتھ ہر شیطان اور ہلاک کرنے والی ہر زہریلی چیز اور نظر بد سے پناہ مانگتا ہوں۔ (جامع ترمذی: 2060)

حضرت ابراہیم علیہ السّلام اپنے بیٹوں حضرت اسماعیل علیہ السّلام اور حضرت اسحاق علیہ السّلام کے لیے یہی دعا فرماتے تھے۔

Web Version of PCTB Textbook

جادو، ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی کی وجہ سے معاشرہ بہت سی برائیوں کا شکار بن جاتا ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

- ایسے لوگ مسائل کی اصل جڑ تک پہنچنے کے بجائے غیر ضروری کاموں اور باتوں میں الجھے رہتے ہیں۔
- ایسے لوگ شاید وقتی فائدہ تو اٹھالیں لیکن بڑی بڑی کامیابیوں سے محروم رہتے ہیں۔
- توہم پرست لوگ اپنی جہالت کی وجہ سے بعض اوقات معاشرے میں مذاق بن جاتے ہیں۔
- توہم پرستی اور خرافات کے شکار لوگ معاشرتی تعلقات میں توازن سے محروم رہتے ہیں اور دوسرے لوگوں سے بدگمان رہتے ہیں۔
- جادو، ٹونے اور ستاروں کی چال کے ذریعے سے کام بنانے کے شوقین لوگ اپنے مال اور ایمان کا نقصان تو کرتے ہی ہیں، بعض اوقات اپنی جان اور صحت کا بھی نقصان کر بیٹھتے ہیں۔
- جاہل عاملوں اور شعبدہ بازلوگوں کے ہتھے چڑھ کر لوگ طرح طرح کی پریشانیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت پر کامل یقین رکھیں۔ مستقبل میں اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے، حاجات پوری کرنے اور شر سے محفوظ رہنے کے لیے استغفار، صدقہ، نماز حاجت اور دعاؤں کا اہتمام کریں۔ اس بارے میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے ہمیں روشن تعلیمات عطا فرمائی ہیں، ہمیں ان سے روشنی حاصل کرنی چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) کسی چیز، دن یا مہینے کو برا سمجھنا کہلاتا ہے:

(الف) بدشگونی (ب) جادو (ج) فال (د) علم نجوم

(ii) انسان کو کوئی بھی مصیبت پہنچتی ہے:

(الف) بداعمالیوں کے سبب سے (ب) جادو کی وجہ سے
(ج) تیز رفتاری کے سبب سے (د) فال کے سبب سے

(iii) عرب زمانہ جاہلیت میں جس مہینے کو منحوس سمجھتے تھے:

(الف) صفر (ب) محرم (ج) ذوالحجہ (د) ذوالقعدہ

(iv) حدیث مبارک کے مطابق جس شخص کی چالیس راتوں تک نماز قبول نہیں ہوتی:

(الف)	قسمت کا حال پوچھنے والا	(ب)	فضول خرچی کرنے والا
(ج)	حوصلہ شکنی کرنے والا	(د)	مزدور کا حق رکھنے والا

(v) وہ کھجور جسے جادو کا علاج قرار دیا گیا ہے:

(الف) عنبر (ب) عجوہ (ج) مبروم (د) قلمی

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) توہم پرستی سے کیا مراد ہے؟

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کون سی دعا پڑھ کر حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پر دم کیا کرتے تھے؟

(iii) پُرامید رہنے اور نیک شگون کی کیا اہمیت ہے؟

(iv) حدیثِ نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں جادو کا کیا علاج بیان کیا گیا ہے؟

(v) حصولِ خیر اور حاجت روائی کے لیے ہمیں کن اعمال کو اختیار کرنا چاہیے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) جادو، فال اور توہم پرستی کے بارے میں اسلامی تعلیمات پر روشنی ڈالیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والے نقصانات پر مذاکرہ کریں۔
- خاندانی اور معاشرتی تعلقات میں ستاروں اور فال کے ذریعے سے قسمت کا حال جاننے اور توہم پرستی سے ہونے والی غلط فہمیوں کی فہرست بنائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو استخارہ اور نماز حاجت کا مسنون طریقہ بتائیں۔
- حفاظت کے لیے صبح و شام کی دعائیں یاد کرنے کی ترغیب دیں۔

Web Version of PCTB Textbook

باب پنجم

حُسنِ معاملات ومعاشرت

(1) سُود کی حُرمت

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- سود کے معنیٰ اور مفہوم اور اس کی اقسام جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں سود کی حرمت کے احکام جان سکیں۔
- سودی لین دین کے احکام ومسائل سمجھ سکیں۔
- سودی معاملات سے بچ کر دیگر اسلامی کاروباری ذرائع کے استعمال کا موازنہ کر سکیں۔
- سود کے انفرادی، اجتماعی، دینی اور دنیوی نقصانات اور مضر اثرات کا تجزیہ کر سکیں۔
- سود کی حرمت اور قرض حسنہ کی ترغیب کو سمجھ کر روزمرہ زندگی کو اس کے مطابق ڈھال سکیں۔
- سودی لین دین سے ممانعت کی حکمت اور احکام ومسائل سمجھ کر اس سے نفرت اور گریز کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

سود کو عربی زبان میں رِبٰوا کہتے ہیں۔ سود کا معنیٰ ہے: "قرض دے کر اس پر مشروط اضافہ یا نفع لینا۔" جیسے ایک ہزار روپے کسی کو قرض دینا، اور دیتے وقت یہ شرط لگانا کہ ایک ہزار کے بجائے پندرہ سو روپے دینے ہوں گے یہ اضافی پانچ سو روپے کا شمار سود میں ہوگا۔

قرض دے کر مقروض سے روپے پیسے کے علاوہ دیگر کوئی فائدہ لینا بھی سود ہے۔ جیسے کسی کو قرض دیا اور اس سے اس کا مکان لے لیا اور اس مکان میں رہائش اختیار کر لی لیکن اس کا کرایہ ادا نہ کیا یا کرایہ دیا لیکن کم دیا، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔ کسی سے غلہ وغیرہ ادھار پر لیا، لیکن جب واپس کیا تو جتنا لیا تھا اس سے زیادہ واپس کیا، یہ بھی سود ہے۔ جیسے کسی سے پانچ کلو گندم لی، لیکن جب واپس کی تو چھے یا سات کلو واپس کی، یہ بھی سود کی ایک شکل ہے۔

سود اسلام میں قطعی طور پر حرام ہے، کیوں کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جس سے مفت خوری، لالچ، خود غرضی، سنگ دلی اور مفاد پرستی جیسی اخلاقی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ سود معاشی اور اقتصادی تباہ کاریوں کا ذریعہ بھی ہے۔ اسی وجہ سے قرآنِ مجید میں سود سے منع کیا گیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اے ایمان والو! کئی گنا بڑھا چڑھا کر سود نہ کھاؤ اور اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (سورۃ اٰل عمرٰن: 130)

اللہ تعالیٰ نے خرید وفروخت کو حلال اور جائز، جب کہ سود کو حرام قرار دیا ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اللہ نے تجارت کو حلال فرمایا ہے اور سُود کو حرام کیا ہے۔ (سورۃ البقرۃ:275)

قرآنِ مجید میں سود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم کے ساتھ جنگ کے مترادف قرار دیا گیا ہے۔ سود کی وجہ سے اگر چہ بظاہر مال میں اضافہ ہوتا ہے، لیکن درحقیقت وہ مال میں نقصان، بے برکتی، اور ناگہانی آفات کا باعث ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔ سود کا نہ صرف دنیا میں نقصان ہے بلکہ آخرت میں بھی سود کھانے والا ذلیل ورسوا ہوگا۔

یہودیت و مسیحیت سمیت ہر مذہب میں سود ہمیشہ سے ناجائز رہا ہے حتیٰ کہ مشرکینِ مکہ بھی اس کو حرام سمجھتے تھے۔ سودی معیشت کبھی ترقی نہیں کرسکتی۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے سود کے کم ترین گناہ کو محارم سے بدکاری کے مترادف قرار دیا ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے سود کھانے، کھلانے، اس پر گواہ بننے اور اس کو لکھنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ روزمرہ استعمال کی اشیا میں آسان لین دین کو فروغ دینے کے لیے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے چھے چیزوں سونا، چاندی، گندم، جو، کھجور اور نمک وغیرہ کے سودے میں اُدھار اور اضافے کو ممنوع قرار دیا۔ اس کو ربا الفضل کہتے ہیں۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جس شب مجھے (معراج میں) سیر کرائی گئی، میں ایک جماعت کے پاس سے گزرا جس کے پیٹ مکانوں کی طرح (بڑے) تھے، ان میں بہت سے سانپ پیٹوں کے باہر سے دکھائی دے رہے تھے، میں نے کہا: جبریل! یہ کون لوگ ہیں؟ کہنے لگے کہ یہ سود کھانے والے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ: 2273)

سود کی حرمت کی وجہ یہ ہے کہ اس سے پورا معاشرہ ترقی نہیں کرتا، بلکہ دولت چند ہاتھوں میں سمٹنے لگتی ہے، مال دار کے مال میں تو اضافہ ہوتا ہے لیکن غریب کی غربت اور پس ماندگی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

سود کا رواج عام ہونے سے لوگ محنت کرنا چھوڑ دیتے ہیں، وہ اپنا روپیہ پیسا سودی لین دین میں لگا دیتے ہیں، جس کی وجہ سے صنعتوں اور کارخانوں میں سرمایہ کاری کم ہوجاتی ہے، اس طرح نہ صرف بے روزگاری بڑھتی ہے بلکہ ملکی ترقی کا پہیہ بھی جام ہوجاتا ہے۔ جب مقروض شخص پر سود کی وجہ سے قرض کا بوجھ بڑھتا چلا جاتا ہے تو وہ سود اتارنے کے لیے یا تو جرائم کا ارتکاب کرتا ہے یا خودکشی کر لیتا ہے۔ سودی معاملات کی وجہ سے آئے روز لڑائی جھگڑے اور قتل وغارت کا بازار بھی گرم رہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے سود کو حرام قرار دیا ہے لیکن ہمیں تجارت، ملازمت، زراعت، صنعت اور دوسرے حلال ذرائع سے نفع کمانے کی اجازت بھی دی ہے۔ اگر کوئی شخص اپنا مال کسی حلال کاروبار میں لگا کر نفع کمانا چاہے تو اسے بھی منع نہیں کیا گیا۔ حلال چیزوں کی خرید و فروخت کی اجازت ہے اور ان میں قانون کے مطابق نفع و نقصان کی بنیاد پر کاروبار کی اجازت ہے۔ تجارت کی بہت فضیلت بیان ہوئی ہے، سچے اور امانت دار تاجر کو قیامت کے دن اعلیٰ درجات کی بشارت سنائی گئی ہے۔

کسی انسان کو اس کی ضرورت اور مجبوری کی حالت میں قرض دینا بہت فضیلت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے قرضِ حسنہ کہتے ہیں۔ صدقے کی طرح قرضِ حسنہ بھی ایک نیکی ہے۔ صدقے میں دیے ہوئے پیسے واپس نہیں لیے جاتے، جب کہ قرضِ حَسَنَہ میں وہ پیسے واپس لیے جاتے ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّم

Web Version of PCTB Textbook

نے فرمایا کہ معراج کی رات میں نے جنت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ صدقہ دینے والے کو دس گنا اور قرض دینے والے کو قرض کا اٹھارہ گنا اجر ملتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: 2431)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ وہ کسی کو قرض دیتے، جب وہ واپس کرنے آتا تو اسے قرض معاف فرما دیتے۔ کسی نے اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ پہلے میں قرض کا ثواب حاصل کرتا ہوں اور پھر صدقے کا ثواب بھی پالیتا ہوں۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی زندگی میں ہمیشہ حلال مال کمائیں، ہمارے پیٹ میں اترنے والا لقمہ بھی حلال کا ہونا چاہیے اور ہمارے جسم پر لباس بھی صرف اور صرف حلال مال کا ہونا چاہیے۔ مالِ حلال میں اللہ تعالیٰ نے برکت بھی رکھی ہے اور سکون بھی۔ حرام طریقے سے کمایا گیا مال نہ صرف دنیا میں بے سکونی، پریشانی اور بے برکتی کا ذریعہ بنتا ہے بلکہ آخرت میں بھی اس کا سخت حساب ہوگا۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) سود کو عربی میں کہتے ہیں:

(الف) کذب (ب) بہتان (ج) رِبٰوا (د) فحش

(ii) اللہ تعالیٰ صدقات کو بڑھاتا ہے اور مٹاتا ہے:

(الف) سود کو (ب) تجارت کو (ج) نفع کو (د) سونے چاندی کو

(iii) سود کا رواج عام ہونے سے لوگ چھوڑ دیتے ہیں:

(الف) سیاست (ب) محنت (ج) دوستی (د) سفر

(iv) کسی انسان کی ضرورت پوری کرنے کے لیے بغیر نفع کے جو قرض دیا جاتا ہے اسے کہتے ہیں:

(الف) فطرانہ (ب) صدقہ (ج) زکوٰۃ (د) قرضِ حسنہ

(v) حدیثِ مبارک کے مطابق قرضِ حسنہ دینے والے کو اجر ملتا ہے:

(الف) نو گنا (ب) دس گنا (ج) گیارہ گنا (د) اٹھارہ گنا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) سود کا معنیٰ و مفہوم بیان کریں۔

(ii) سود کی حرمت پر ایک قرآنی آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) سود کی حرمت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) قرضِ حَسَنَہ کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

(v) سود کے معاشرے پر دو نقصانات تحریر کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

☆ **تفصیلی جواب دیں۔**

(i) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں سود کی حرمت پر مضمون تحریر کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- سود کی حرمت پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ تلاش کر کے لکھیں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو سود کی حرمت سے آگاہ کریں۔
- موجودہ دور میں سود کی مختلف قسموں کی فہرست طلبہ سے بنوائیں۔
- سود کے بارے میں آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ نبویہ تلاش کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) اسلامی ریاست

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی ریاست کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں اسلامی ریاست کے اغراض ومقاصد جان سکیں۔
- یہ سمجھ سکیں کہ اسلامی ریاست اصل میں فلاحی ریاست ہوتی ہے۔
- اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے حقوق کو سمجھ سکیں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی ریاست کے اصولوں کو سمجھتے ہوئے ایک مثالی شہری بن سکیں۔
- ریاست کے قوانین کو جانتے ہوئے اپنے حقوق وفرائض سے آگاہ ہو سکیں۔
- اسلامی ریاست کی خصوصیات کو جانتے ہوئے مملکتِ خداداد پاکستان کو ایک مثالی فلاحی اسلامی ریاست بنانے کے لیے اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

علمِ سیاسیات کی رو سے ریاست کے بنیادی اجزا میں علاقہ، آبادی، قانون اور قوت نافذہ شامل ہیں۔ ریاست کے لیے ضروری ہے کہ اس کی مناسب حدود ہوں جو عمومی زبان میں علاقہ کہلاتا ہے۔ اس علاقے پر انسان آباد ہوتے ہیں ان انسانوں کے لیے کسی قانون کا ہونا بھی ضروری ہے اور اس قانون پر عمل درآمد کے لیے ایک قوت کا ہونا ضروری ہے۔ اس قوت کو حکومت یا قوتِ نافذہ کہا جاتا ہے۔ اسلامی ریاست میں اقتدارِ اعلیٰ اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے۔ مسلم ریاست کے تمام اداروں اور اقدامات میں حاکمیتِ الٰہیہ کو جاری وساری ہونا چاہیے۔

مسلم علما نے معاشرے کے تین بنیادی ادارے بیان کیے ہیں جن کو خاندان، مسجد اور مکتب کا نام دیا جاتا ہے۔ یہ تین ادارے انسان کی بنیادی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ یہی تربیت یافتہ افراد حکومتی اداروں میں اپنی خدمات پیش کر کے ریاست کو مضبوط بناتے ہیں۔ ریاست کے بنیادی ادارے مقننہ، عدلیہ، انتظامیہ کہلاتے ہیں۔ مقننہ کے افراد قانون بناتے ہیں۔ صوبائی اور قومی اسمبلیاں اور ایوان بالا یعنی سینٹ قانون ساز ادارے کہلاتے ہیں۔ عدلیہ اس قانون کے مطابق فیصلہ کرتی ہے اور انتظامیہ ان فیصلوں پر عمل درآمد کراتی ہے۔ میڈیا مثبت اور منفی کرداروں کو عوام الناس کے سامنے اجاگر کرتا ہے۔

اسلامی ریاست حقیقت میں ایک فلاحی ریاست ہے۔ فلاحی ریاست کا مقصد ایک ایسے معاشرے کا قیام ہے جو ہر میدان میں عدل کے ذریعے سے خیر خواہی اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے والی ہو، جو نبوی تعلیمات کی روشنی میں امن عامہ کے قیام اور دفاعی انتظامات کے علاوہ زندگی کے ہر شعبے میں اخوت، محبت اور امانت داری کے نظام کو قائم کرنے والی ہو۔

دینِ اسلام میں مذہب اور سیاست کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اسلام کے سیاسی نظام کا بنیادی مقصد ایک ایسی امت کی تشکیل ہے جو عدل و انصاف کی علم بردار ہو اور یہ ہر طبقہ حیات میں احکاماتِ الٰہیہ کی سربلندی کے ذریعے سے ہی ممکن ہے۔ مسلم حکمران کے بنیادی فرائض کے سلسلے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار بخشیں، یہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکی کا حکم دیں گے اور بُرائی سے روکیں گے اور تمام کاموں کا انجام اللہ کے اختیار میں ہے۔ (سورۃ الحج: 41)

مسلم حکام کے دیگر فرائض میں عدل و انصاف کا قیام، غربت کا خاتمہ، فلاحِ عامہ، اسلامی تعلیمات کا فروغ، اسلام کے عدالتی احکام کا نفاذ، حدود و قصاص، مسلمانوں کا دفاع، ملت اسلامیہ کی حمایت و نصرت اور معاشرے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا قیام قابل ذکر ہیں۔

اسلامی فلاحی ریاست میں ہر پہلو سے قرآن و سنت کی تعلیمات کی کارفرمائی ہوتی ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی ایسا قانون بھی نہیں بن سکتا جو اسلام کی روح کے منافی ہو کیوں کہ ریاست کا مقصد افراد اور معاشرے کے حقوق و مقاصد کا تحفظ کرنا ہے تاکہ انھیں ترقی کے یکساں مواقع فراہم ہو سکیں۔ اسلامی ریاست میں بحیثیت انسان، مسلم اور غیر مسلم میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسلامی ریاست نے غیر مسلموں کو جان، مال اور عزت کے تحفظ کے علاوہ بے شمار حقوق دیے ہیں۔ اسلامی حکومت غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی پوری آزادی دیتی ہے اور ان کی عبادت گاہوں کا تحفظ کرتی ہے۔

اسلامی حکومت میں افواج اور ان کے سپہ سالاروں کو ہدایت تھی کہ خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا، شرعی احکام کی خلاف ورزی نہ کرنا، کھجور کے درخت نہ کاٹنا اور نہ انھیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا، پھل دار درخت نہ کاٹنا، عبادت گاہیں نہ گرانا، بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا، تمھیں بہت سے لوگ ایسے ملیں گے جنھوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے انھیں ان کے حال پہ چھوڑ دینا۔ (موطا امام مالک: 966)

اسلامی ریاست کا بہترین ماڈل ریاستِ مدینہ ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ریاست مدینہ کا باقاعدہ پرچم تیار کروایا۔ مسجدِ نبوی کو حکومت کے مرکزی سیکرٹریٹ کا درجہ دیا اور باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم و ضبط کا درس دیا۔ مسجدِ نبوی ہی مجلس شوریٰ، عدالتِ عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔ معاشی ادارے کے طور پر مواخاتِ مدینہ کی شکل میں امداد باہمی کی فضا پروان چڑھائی گئی، ریاست کے رستے وسیع رکھنے کی ہدایت فرمائی گئی۔ (سنن بیہقی: 11642)

عدالتی نظام میں جید صحابہ کرام خصوصًا حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنھم شامل تھے۔ صوبائی سطح پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قاضی کے اختیارات حاصل تھے۔ تعلیمی نظام میں صفہ اور دارِ ارقم جیسے اقامتی ادارے قائم تھے۔ بلدیاتی نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہوئے حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مسجد میں ام محجن نامی عورت کو صفائی کے لیے مقرر فرمایا۔

رات کو گلی محلے میں روشنی کی خاطر چراغاں کرنے کے لیے تمیم داری کے غلام کو متعین کیا گیا اور مدینہ منورہ میں مسلمانوں کی مردم شماری کرائی گئی۔

Web Version of PCTB Textbook

اسلامی ریاست میں بسنے والے تمام افراد کا یہ فرض بنتا ہے کہ وہ ریاست کی تعمیر و ترقی میں اپنی تمام صلاحیتوں کو دیانت داری سے بروئے کار لائیں۔ اپنے ذاتی مفادات پر اجتماعی اور ریاستی مفاد کو ترجیح دیں۔ان مقاصد کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ ریاستی ادارے اپنے بنیادی فرائض ادا کرتے ہوئے تعلیم و تعلم کا بہترین نظام قائم کریں تا کہ معاشرے میں بہترین مسلمانوں کے ساتھ ساتھ علم و فن میں مہارت رکھنے والے شہریوں کے لیے سازگار ماحول پیدا کیا جاسکے۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) اسلامی معاشرے کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب

(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ

(ii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر حکم دیا:

(الف) جان و مال اور عزت کی حفاظت کا (ب) سخاوت و ایثار کرنے کا

(ج) فضول خرچی کے خاتمے کا (د) وعدے کی پابندی کا

(iii) ریاست کے بنیادی ادارے ہیں:

(الف) خاندان، عدلیہ اور مقننہ (ب) خاندان، مسجد اور مکتب

(ج) خاندان، مقننہ اور انتظامیہ (د) مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ

(iv) پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد رکھی گئی:

(الف) مکہ مکرمہ میں (ب) مدینہ منورہ میں

(ج) طائف میں (د) دمشق میں

(v) اسلامی ریاست میں سیکرٹریٹ کا درجہ حاصل تھا:

(الف) دارِ ایوب کو (ب) مسجدِ نبوی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّمَ کو

(ج) دارِ ارقم کو (د) درس گاہِ صفہ کو

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) اسلامی ریاست کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟

(ii) اسلامی فلاحی ریاست سے کیا مراد ہے؟

(iii) اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کے کوئی سے دو حقوق بیان کریں۔

(iv) اسلامی ریاست میں سپہ سالاروں کو جاری کردہ کوئی سے تین احکام لکھیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(v) مملکت خداداد پاکستان کو ہم کیسے ایک اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کریں۔
- اسلامی ریاست میں افراد کی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے کر تبصرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- اسلامی ریاست کے اہم اداروں کے نام اور ان کی ذمہ داریوں کی فہرست تیار کرنے میں طلبہ کی راہ نمائی کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(3) جہاد فی سبیل اللہ

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- جہاد فی سبیل اللہ کے معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- ''پیغامِ پاکستان'' کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ اور فساد فی الارض (دہشت گردی) میں فرق کر سکیں۔
- قرآن و سنت کی روشنی میں جہاد فی سبیل اللہ کی ضرورت اور اہمیت جان سکیں۔
- جہاد فی سبیل اللہ کی اقسام، شرائط اور اس کے دائرہ کار کو سمجھ سکیں۔
- اس بات کو سمجھ سکیں کہ عملی جہاد صرف حاکمِ وقت کی اجازت سے ہو سکتا ہے۔
- جہاد فی سبیل اللہ میں انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریوں کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلام میں جہاد فی سبیل اللہ کی اہمیت جان کر اعلاءِ کلمۃ اللہ کے لیے جدوجہد کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

جہاد کے معنیٰ ہیں ''کوشش کرنا''۔ شریعت میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سربلندی کے لیے جان و مال کو وقف کر دینا ہے۔ معاشرے سے ظلم و بربریت کے خاتمے اور امن و امان کے قیام کے لیے جو کوشش کی جاتی ہے اس کو بھی جہاد کہا جاتا ہے۔ خاص طور پر جب اسلام کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کی جائیں، لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے کا حق نہ دیا جائے اور انھیں اپنے رب کی بندگی سے روکا جائے تو جہاد فرض ہو جاتا ہے۔ گویا جہاد کا مقصد معاشرے میں امن و سلامتی کا قیام اور مظلوموں کی مدد ہے۔ ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ جہاد کا مقصد زمین سے فساد، دہشت گردی اور بدامنی کا خاتمہ ہے۔

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب تک مکہ مکرمہ میں تھے، مسلح جہاد فرض نہیں ہوا تھا۔ جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور کفار کی سازشوں اور ظلم و ستم کا سلسلہ بدستور جاری رہا تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کفار سے جہاد کو فرض قرار دے دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ (سورۃ البقرۃ:216)

ترجمہ: تم پر (اللہ کی راہ میں) قتال فرض کیا گیا ہے جب کہ وہ تمھیں (طبعاً) ناپسند ہے

جہاد ایک عظیم الشان عبادت ہے جس میں مسلمان اپنا مال، وقت، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان اپنے دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے وہ اللہ کے نزدیک درجے میں زیادہ عظیم ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ (سورۃ التّوبۃ:20)

مجاہد اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان دے کر اپنے مقصد زندگی کی تکمیل کرتا ہے۔ کیوں کہ اس کی جان کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہے۔
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: بے شک اللہ نے مومنوں سے خرید لی ہیں اُن کی جانیں اور اُن کے مال اِس کے بدلہ کہ اُن کے لیے جنّت ہے وہ اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں پس قتل کرتے ہیں اور قتل (شہید) کیے جاتے ہیں (سورۃالتّوبۃ:111)

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے نہ جہاد کیا اور نہ اس کے بارے میں کوئی ارادہ کیا تو وہ نفاق کے شعبوں میں سے ایک پر مرتا ہے۔ (صحیح مسلم:1910)

ملّتِ اسلامیہ کے کسی حصے پر دنیا بھر میں کہیں ظلم ہو رہا ہو تو ان کی مدد کے لیے ہر ممکن کوشش کرنا اور ان سے ہر ممکن تعاون کرنا ہمارا مذہبی و ایمانی فریضہ ہے۔

جہاد کی مختلف اقسام میں اپنی جان، مال اور قلم وغیرہ سے جہاد کرنا شامل ہے۔ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا سب سے بہترین جہاد ہے۔ جہاد کی درج ذیل اقسام ہیں:

- جہاد بالنفس
- جہاد بالمال
- جہاد بالسیف
- جہاد بالقلم
- جہاد باللسان

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ جب مجاہدین کو کسی مہم پر روانہ فرماتے تو انھیں نصیحت فرمایا کرتے تھے کہ لڑائی سے پہلے دشمن کو اسلام کی دعوت دی جائے، اگر وہ دعوت قبول کرلیں تو ان سے لڑائی نہ کی جائے۔ اگر اسلام قبول نہ کریں تو ان سے جنگ کی جائے، لیکن جنگ میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو نقصان نہ پہنچایا جائے، مکانوں کو نہ گرایا جائے۔ درختوں اور کھیتیوں کو برباد نہ کیا جائے۔ قیدیوں کو قتل نہ کیا جائے۔ کسی ذی روح کو آگ میں نہ ڈالا جائے۔ جو ہتھیار ڈال دے اسے قتل نہ کیا جائے۔ عبادت گاہوں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچایا جائے۔ لوٹ مار سے گریز کیا جائے۔

2018ء میں دہشت گردی کے خلاف علمائے کرام نے ''پیغامِ پاکستان'' کے نام سے کتابی شکل میں ایک متفقہ فتویٰ جاری کیا جس پر 1800 سے زائد علمائے کرام کے دستخط ہیں۔ اس فتویٰ کو کتابی شکل میں ادارہ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے شائع کیا۔ اس فتویٰ کا اجرا اسلام آباد میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ہوا۔ اس فتویٰ میں دہشت گردی، خون ریزی، خودکش حملوں اور ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کو، خواہ وہ کسی نام یا مقصد سے ہو، حرام قرار دیا گیا ہے اور ان چیزوں سے کیسے نمٹا جائے، اس حوالے سے علماء کرام کی تجاویز بھی شامل ہیں۔ اس فتویٰ کی اہمیت کے لیے یہ کافی ہے کہ اس کو تمام مسالک کے علما و مفتیانِ کرام کی ایک بڑی تعداد نے متفقہ طور پر منظور کیا ہے اور پھر ریاست نے اسے قومی بیانیہ قرار دے دیا ہے۔

علماء کرام کے موجودہ قومی بیانیہ کی حیثیت اختیار کر جانے والے اس فتویٰ میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جہاد صرف ریاست کا حق ہے،

Web Version of PCTB Textbook

ریاست کے اندر ریاست بنانے کی کسی کو اجازت نہیں اور ریاست کی اجازت کے بغیر کوئی جہاد نہیں کر سکتا۔ اس بات پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کی ضرورت ہے اور اس فتویٰ کے بعد اس قسم کے تمام فتاویٰ جن سے دہشت گردوں کی پشت پناہی یا نظریات کو تقویت ملتی ہو، ان سب کو ختم کرنا بھی ضروری ہے۔ ایسے اَفراد یا جماعتیں جو اس کام میں ملوث رہی ہیں، ان کو قومی دھارے میں لانے کی ضرورت ہے۔

فساد فی الارض یعنی دہشت گردی بہت بڑا گناہ اور جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ زمین پر فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔ جو لوگ معصوم لوگوں کی جان لیتے ہیں، اپنا نظریہ زبردستی اور دھونس کے ذریعے سے نافذ کرنا چاہتے ہیں یا خود کو آئین و قانون سے بالا سمجھتے ہیں، وہ لوگ فسادی اور دہشت گرد ہیں۔ یہ لوگ اسلام کی تعلیمات سے آشنا نہیں ہوتے۔ ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ زمین پر فساد پھیلانے والوں سے خود کو دور رکھے۔

مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ جہاد کے حقیقی تصور کو سمجھے اور اسے دوسروں تک پہنچائے۔ اس پر لازم ہے کہ وہ ہر وقت اپنی جان و مال کو اللہ تعالیٰ کے راہ میں قربان کرنے کا عزم رکھے۔ ضرورت پڑنے پر ملّتِ اسلامیہ اور دینِ اسلام کی خاطر اس عزم کو پورا کرے۔ مسلمان ریاست کی بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دشمن کے مقابلے میں اپنی قوت تیار رکھے اور اہلِ اسلام کی جان، مال، عزّت اور آبرو کے تحفظ کی ہر ممکن کوشش کرے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) جہاد کا مقصد ہے:

(الف) زمین کا حصول　(ب) امن کا قیام　(ج) شہرت　(د) بدلہ

(ii) جہاد فرض ہوا:

(الف) مکہ مکرمہ میں　(ب) مدینہ منورہ میں　(ج) طائف میں　(د) حبشہ میں

(iii) 2018ء میں دہشت گردی کے خلاف جاری ہونے والے فتویٰ کو کہا جاتا ہے:

(الف) دستورِ پاکستان　(ب) آئینِ پاکستان

(ج) تعزیراتِ پاکستان　(د) پیغامِ پاکستان

(iv) جہاد بالسّیف کا مقصد زمین سے ختم کرنا ہے:

(الف) غیر مسلموں کو　(ب) بے حیائی اور فحاشی کو

(ج) فساد فی الارض کو　(د) غربت و افلاس کو

(v) سب سے بہترین جہاد ہے:

(الف) جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا　　(ب) تلوار سے جہاد کرنا

(ج) مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنا　　(د) نیکی کا حکم دینا

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) جہاد کے لفظی معنیٰ کیا ہیں؟

(ii) جہاد کا مقصد کیا ہے؟

(iii) جہاد کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

(iv) جہاد کی فضیلت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

(v) پیغامِ پاکستان سے کیا مراد ہے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلام کے تصورِ جہاد پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اسلامی تاریخ میں کوئی سے دس بڑے غزوات کی فہرست تیار کریں جس میں ان غزوات کے نام، مقام، سپہ سالار، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی تعداد، کفار کی تعداد، پس منظر، اسباب اور نتائج کا ذکر ہو۔
- غزواتِ نبوی پر تقاریر تیار کریں اور انھیں اسمبلی یا کلاس میں پیش کریں۔ جن شہداء کو نشانِ حیدر عطا کیا گیا ہو ان کے نام اور کارنامے اپنی ڈائری میں تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- انٹرنیٹ سے پیغامِ پاکستان ڈاؤن لوڈ کریں اور اس کے اہم نکات کے بارے میں طلبہ کو آگاہ کریں۔
- پیغامِ پاکستان کے ضمن میں دیے گئے متفقہ فتوٰی کے نمایاں نکات کمرا جماعت میں سنائے جائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

باب ششم

ہدایت کے سرچشمے اور مشاہیرِ اسلام

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی جان سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی صفات، علم، تفقہ، عبادت و ریاضت اور دینی و معاشرتی خدمات کے روشن پہلوؤں سے آگاہ ہو کر سبق سیکھ سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر کے ان کو اپنی عملی زندگی میں لا سکیں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت سے سبق حاصل کر کے اپنی عملی زندگی کا حصہ بنا سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں نمایاں شخصیت ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت 76 ہجری کو مدینہ منورہ میں ہوئی۔ حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹوں میں حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کو نمایاں مقام حاصل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بلند قامت، حسین و جمیل اور باوقار شخصیت کے حامل انسان تھے۔ صرف تیرہ سال کی عمر میں قرآنی علوم میں مہارت حاصل کی اور ''حلیف القرآن'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دینِ اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لیے حجاز، شام اور عراق کا سفر کیا۔

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت محمد بن حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ کی پوتی سیّدہ ریطہ رحمۃ اللہ علیہا سے نکاح فرمایا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بیشتر علوم اپنے والد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ سے اور اپنے بھائی حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل کیے۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد حضرت امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عمر 18 برس تھی، والد کی وفات کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائی حضرت امام باقر رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں آ گئے۔

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ کے جید اور اکابر علما میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے، مختلف اسلامی علوم وفنون کے ماہر تھے، قراءت، علوم قرآنیہ، عقائد، اور علم الکلام پر انھیں مکمل عبور حاصل تھا۔

علم اصولِ حدیث کے ماہرین نے آپ کو حدیث روایت کرنے میں تابعین میں سے شمار کیا ہے۔ کیوں کہ آپ نے جن صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زیارت کی ان میں حضرت ابو الطفیل عامر بن واثلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل ہیں، جن کا وصال صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں سب سے آخر میں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بھتیجے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مرتبے کے بارے میں فرمایا:

اللہ کی قسم! حضرت زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ ہم میں سب سے زیادہ قرآن پڑھنے والے، اللہ کے دین کی سب سے زیادہ سمجھ رکھنے والے اور سب سے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے تھے۔ اللہ کی قسم دنیا اور آخرت میں اب ہم میں ان کے مثل کوئی بھی موجود نہیں اللہ میرے چچا پر رحم فرمائے وہ سردار تھے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً دو سال حضرت زید رحمۃ اللہ علیہ سے علمی استفادہ کیا اور ان کو فقیہ، عالم، حاضر جواب اور مسائل میں خوب وضاحت کرنے والا پایا۔ آپ کے علم اور تَفَقُّہ کا یہ عالم تھا کہ محدثین میں امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی اور امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے احادیثِ مبارکہ روایت کی ہیں۔

حکومتِ اسلامیہ کے قیام اور بقا کی جو کوششیں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم خصوصاً آپ کے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے واقعہ کربلا 61ہجری میں کی تھیں، اس کے تسلسل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں اَن تھک کوششیں کیں، آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دور کے مظالم کے خلاف آواز بلند کی تو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کا ساتھ دیا۔ اہلِ بیتِ نبوت کے اس عظیم چشم و چراغ سے عوام الناس کی محبت کا یہ عالم تھا کہ چالیس ہزار لوگوں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

''فقہ زیدیہ'' آپ کی نسبت ہی سے مشہور ہے، آپ رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت کے بعد یمن میں باقاعدہ طور پر آپ سے منسوب زیدی حکومت بھی قائم ہوئی۔ آپ کے پیروکاروں کی ایک بڑی تعداد یمن میں پائی جاتی ہے۔

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آباو اجداد کی سیرت و سنّت پر عمل پیرا ہو کر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ظلم و جور کی حامل قوتوں کا خوب مقابلہ کیا اور اپنے دادا جان حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح زندہ و جاوید ہو گئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کو کتاب و سنت کی پیروی اور جابر حکمرانوں سے جہاد اور محروم افراد کی حمایت کی دعوت دیتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآنِ مجید کے جیّد عالم تھے اور آپ کی علمی آرا میں قرآن مجید کو مرکزیت حاصل تھی۔ آپ کے شاگردوں کی ایک طویل فہرست ہے۔ مختلف موضوعات پر آپ نے متعدد اہم کتب تصنیف فرمائیں۔

حضرت امام زید رحمۃ اللہ علیہ میں اتحادِ امت کا جذبہ کُوٹ کُوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے" واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ رات کے تارے میرے ہاتھ لگیں اور وہاں سے گر کر میرا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور اللہ اس کے عوض میں امّت محمدیہ خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم میں اتحاد پیدا فرمادے۔

خلافتِ اسلامیہ کے قیام کی اسی جدوجہد میں آپ نے بیالیس (42) برس کی عمر میں 122 ہجری کو جامِ شہادت نوش کیا۔ حجاز اور شام کو ملانے والی مشہور شاہراہ موتہ کے شمال میں بائیس (22) کلومیٹر کے فاصلے پر ''ربہ'' کے مقام پر آپ کا مزار ہے۔

دورِ حاضر میں اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ ہم حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و کردار، آپ کی صفات، علم، تفقُّہ فی الدین اور عبادت و ریاضت کو اپنائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی دینی و معاشرتی زندگی کے مختلف گوشوں سے راہ نمائی حاصل کرتے ہوئے اس کو عملی زندگی کے ہر شعبے میں اپنائیں تاکہ اپنی اخلاقی اور عملی کمزوریاں دور کر کے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّم کی رضا حاصل کر کے کامیاب انسان بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے:

(الف) حلیف القرآن (ب) زین العابدین (ج) امین الامت (د) ترجمان القرآن

(ii) والد ماجد کی وفات کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر تھی:

(الف) آٹھ سال (ب) اٹھارہ سال (ج) اٹھائیس سال (د) اڑتیس سال

(iii) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب فقہ ہے:

(الف) فقہ اثنا عشریہ (ب) فقہ جعفریہ (ج) فقہ حنفیہ (د) فقہ زیدیہ

(iv) وصال کے وقت حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر مبارک تھی:

(الف) بیالیس برس (ب) چوالیس برس (ج) چھیالیس برس (د) اڑتالیس برس

(v) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی:

(الف) تیس ہزار افراد نے (ب) چالیس ہزار افراد نے (ج) پچاس ہزار افراد نے (د) ساٹھ ہزار افراد نے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(ii) اتحادِ امت کے حوالے سے حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کیا فرمایا کرتے تھے؟

(iii) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب حکومت کہاں قائم ہوئی؟

(iv) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرنے والے محدثین میں سے دو کے نام لکھیں۔

(v) حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنوائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش ولقب، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی، دینی اور جہادی خدمات پر مذاکرہ کروائیں۔

برائے اساتذہ کرام

- حضرت امام زید بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کے مختلف گوشوں سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم

(1) حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سفارت کاری کی صفت سے آگاہ ہو سکیں۔
- حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و جہادی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت و کردار کے مختلف پہلوؤں سے سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت عَمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جدو جہد سے آگاہ ہو کر دین کی خدمت کرنے والے بن سکیں۔

Web version of PCTB Textbook

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام عمرو اور والد کا نام عاص ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ بنو سہم سے تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اپنے قبیلے کے سردار اور بڑے تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت سے 47 برس پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مکہ مکرمہ ہی میں پرورش پائی، اپنے والد کے ساتھ تجارت کا پیشہ اختیار کیا اور مختلف تجارتی سفر کیے۔ اسی دوران مختلف ملکوں کے لوگوں سے ملتے جلتے رہے، جس کی وجہ سے آپ کے تجربے اور عقل و دانش میں بہت اضافہ ہوا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کاروبار کے لیے لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن ہی سے سپہ گری اور شہ سواری کا فن سیکھا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے: سپہ گری اور شہ سواری میرے آبا و اجداد کا فن ہے اور میں اسے انسان کا سب سے بڑا جوہر سمجھتا ہوں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتحِ مکہ سے پہلے آٹھ ہجری میں حضرت عثمان بن ابی طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ بارگاہ رسالت (خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان تینوں کے اسلام لانے پر رسول کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ بہت خوش ہوئے اور فرمایا: مکہ والوں نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمھاری طرف پھینک دیے ہیں۔

رسولِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کی وجہ سے بہت سی جنگوں میں انھیں مختلف ذمہ داریاں سونپیں۔ معرکہ ذات السلاسل میں دو سو مجاہدین پر امیر بنا کر بھیجے گئے اور شان دار کامیابی حاصل کی۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفارت کاری کا وسیع تجربہ رکھتے تھے۔ قبولِ اسلام سے پہلے اور اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے سفارتی مہموں میں بھرپور طریقے سے حصہ لیا۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ان کی اس صلاحیت سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اُنھیں عمان میں سفیر بنا کر بھیجا۔ رسولِ کریم خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو عمان روانہ کیا، وہاں پہنچ کر انھوں نے

وہاں کے حاکم سے ملاقات کی، انھیں اسلام کی دعوت دی، حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا دعوتی گرامی نامہ پہنچایا، جس سے متاثر ہو کر انھوں نے اسلام قبول کر لیا۔ خلافتِ راشدہ کے دور میں بھی وہ خلافتِ اسلامیہ کے نمائندے کی حیثیت سے رومی اور ایرانی وفود سے ملنے والے سفارت کاروں میں شامل رہے۔ تمام ادوار میں ان کی سفارت کاری بڑی نمایاں نظر آتی ہے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے وصال کی خبر انھیں عمان ہی میں ملی اور وہ اسے سن کر مدینہ منورہ واپس آ گئے۔ یہاں آئے ہوئے ابھی انھیں کچھ زیادہ عرصہ نہیں ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں فوج کی کمان دے کر فلسطین بھیج دیا۔ اس کارروائی میں انھوں نے نمایاں کردار ادا کیا، اسی طرح دریائے اردن کے مغربی علاقے کی فتح میں ان کا نمایاں کردار تھا۔ آپ جنگ اجنادین، یرموک اور فتحِ دمشق میں شریک ہوئے، مگر ان کا اصل کارنامہ فتحِ مصر ہے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام تشریف لائے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے تنہائی میں ملاقات کی اور کہا کہ انھیں مصر پر حملہ کرنے کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں اجازت دے دی، یمن کے چار ہزار مجاہدوں کو جن کا تعلق ایک ہی قبیلے سے تھا، ان کی کمان میں دے دیا اور انھوں نے اسی وقت مجاہدین کو کوچ کرنے کا حکم دیا۔ انھوں نے مصر کی سرحد میں داخل ہو کر سب سے پہلے عَرِیْش اور اس کے بعد فرسا اور بلبیس وغیرہ کے شہر فتح کیے، پھر مصر کے رومی سپہ سالار تھیوڈور سے سخت مقابلہ ہوا جس میں بہت سے رومی مارے گئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی۔ 20 ہجری میں بابل شہر فتح کیا اور 21 ہجری میں خون ریز جنگ کے بعد اسکندریہ ان کے زیرِ اقتدار آ گیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عدل و انصاف کا محکمہ قائم کیا، ٹیکس کے قواعد و ضوابط مقرر کیے اور فسطاط شہر کی بنیاد رکھی، جس کا نام چوتھی صدی ہجری میں قاہرہ پڑ گیا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو سال کے مختصر عرصے میں مصر جیسا بڑا ملک فتح کر کے اپنی شجاعت و دلیری اور جنگی قیادت کا لوہا منوایا۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حسن سلوک سے متاثر ہو کر مصریوں کی بڑی تعداد نے اسلام قبول کیا۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اعلیٰ درجے کے منتظم تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے متقی اور پرہیزگار انسان تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش گفتار، قادر الکلام خطیب، سیاست دان اور سپہ سالار تھے۔ ادب اور شاعری سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خاص رغبت تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشہور اقوال میں سے ایک قول ہے کہ ہزار لائق آدمیوں کی موت سے اتنا نقصان نہیں پہنچتا جتنا ایک نالائق آدمی کے صاحبِ اختیار ہو جانے سے پہنچ جاتا ہے۔

رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ عسکری مہمات میں حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اعتماد فرماتے، ان کی قدر کیا کرتے اور ان کے حق میں اللہ تعالیٰ سے رحم و کرم کی دعا کیا کرتے تھے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

"عمرو بن العاص (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قریش کے نیک لوگوں میں سے ہیں"۔ (جامع ترمذی: 3845)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انتالیس (39) احادیث مروی ہیں۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 43 ہجری میں مصر میں وفات پائی۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کا نام تھا:

(الف) بنوعدی (ب) بنوسہم (ج) بنوتیم (د) بنوثقیف

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کن کے ہمراہ اسلام قبول کیا؟

(الف) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاصہ تھا:

(الف) سفارت کاری (ب) فقہ (ج) خانہ کعبہ کی تولیت (د) تجارت

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بنیاد رکھی:

(الف) فسطاط کی (ب) بصرہ کی (ج) کوفہ کی (د) دمشق کی

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) انتالیس (ب) تینتالیس (ج) سینتالیس (د) اکاون

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کب اسلام قبول کیا؟

(ii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباواجداد کا فن کیا تھا؟

(iii) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبولِ اسلام کے وقت نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے کیا ارشاد فرمایا؟

(iv) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی سے دو نمایاں اوصاف بیان کریں۔

(v) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کون سے دو شہر فتح کیے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر تفصیلی مضمون لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی اور سیرت وکردار پر ذہنی آزمائش کا مقابلہ کروایا جائے۔

برائے اساتذہ کرام

- حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے مفتوحہ علاقوں کا چارٹ بنا کر کمرا جماعت میں آویزاں کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمیت، اخلاق وصفات اور جہاد فی سبیل اللہ سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہمشیرگان کی کفالت کے واقعے کو جان سکیں۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی و علمی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علم، تَفَقُّہ اور اخلاق سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو اُن کے مطابق ڈھال سکیں۔
- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام جابر اور کنیت ابو عبد اللہ ہے۔ آپ کی والدہ کا نام نُسَیبہ تھا۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبد اللہ تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دادا اپنے قبیلہ کے رئیس تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت عقبہ ثانیہ میں اپنے والد کے ساتھ اسلام لائے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ احد میں جام شہادت نوش فرمایا۔ غزوہ احد سے پہلے حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر چند نصیحتیں فرمائیں۔ بیٹا! میری خواہش ہے کہ میں احد کا پہلا شہید بنوں، اگر ایسا ہوا تو میرے اوپر جو قرض ہے وہ ادا کرنا اور اپنی بہنوں کا خیال رکھنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی خواہش کو قبول کیا اور آپ غزوۂ احد میں شہید ہو گئے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کی وصیّت پر عمل کرتے ہوئے اپنے والد کی شہادت کے بعد ایک بیوہ عورت سے صرف اس وجہ سے نکاح کیا تا کہ ان کی بہنوں کی تربیت کے ساتھ گھر کا نظام بھی بہتر انداز میں چل سکے۔

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کی شہادت ہوئی تو وہ مقروض تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہمارے باغ کی کھجوریں پک گئیں تو میں نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ میرے باغ میں تشریف لائیں اور اپنے دست مبارک سے قرض خواہوں میں ان کا قرض تقسیم فرما دیں اور قرض خواہ میرے قرض سے کچھ معاف فرما دیں تا کہ ہماری طرف سے قرض ادا ہو جائے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ تشریف لے گئے، کھجوروں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کا حکم دیا اور اس کے ارد گرد تین چکر لگائے پھر کھجوریں تقسیم کرنے کا حکم دیا، قرض ادا ہو گیا لیکن کھجوروں کے ڈھیر میں کچھ کمی نہ آئی اور وہ جوں کا توں رہا۔ (صحیح بخاری: 3580)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوہ بدر اور احد میں شرکت کرنے کا عزم کیا۔ لیکن کم عمری کی وجہ سے ان کے والد نے انھیں جہاد میں حصہ لینے سے منع کر دیا۔ باقی غزوات میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت گرم جوشی کے ساتھ شرکت کی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

انیس (19) غزوات میں آپ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ شرکت فرمائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم حدیث کا اس قدر شوق تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث سننے کے لیے مہینوں کی مسافت طے کرتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن انیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک حدیث روایت کرنے کے لیے تھی اور وہ شام میں رہتے تھے۔ جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معلوم ہوا تو انھوں نے ایک اونٹ خریدا اور اس پر سوار ہو کر ان کے پاس پہنچے اور وہ حدیث سنی، اس سے آپ کے ذوق علم کا پتا چلتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ۱۵۴۰ احادیث مروی ہیں۔ رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی حدیثوں کا ایک مجموعہ صحیفہ جابر بن عبداللہ کے نام سے آپ کی طرف منسوب ہے۔

تحصیل علم سے فراغت کے بعد مسجد نبوی صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ میں درسِ حدیث کا آغاز کیا۔ مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بصرہ، کوفہ اور مصر تک لوگوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلقہ درس خاص شہرت رکھتا تھا۔ دور دراز کے شہروں سے لوگ علم حدیث کے حصول کے لیے آپ کے درس میں شرکت کرتے تھے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) میں نماز پڑھنے کے لیے ایک میل کا سفر طے کر کے آتے تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نہایت سادہ زندگی گزاری۔ ایک بار چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گھر پر ملنے آئے تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سرکہ پیش کیا اور فرمایا: بسم اللہ سے نوش فرمائیں، سرکہ کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ اگر کسی کے پاس احباب آئیں تو جو کچھ میسر ہو وہ پیش کر دے اس میں کوتاہی یا کنجوسی نہ کرے۔ اسی طرح مہمان کا فرض ہے کہ وہ اسے بخوشی قبول کرے، اسے حقیر نہ سمجھے کیوں کہ تکلف میں دونوں کی ہلاکت ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت استقامت والے، جوش ایمانی، جرأت اظہار حق، امر بالمعروف، اتباع سنت اور اعلیٰ اخلاق کی خوبیوں پر فائز تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوات نبوی میں بڑی دلیری اور ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات 74 ہجری میں ہوئی۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ہے:

(الف) عبداللہ (ب) عبدالرحمٰن (ج) عبدالکریم (د) عبدالجبار

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو دفن کیا گیا:

(الف) جنت البقیع میں (ب) جنت المعلیٰ میں (ج) میدان احد میں (د) میدان بدر میں

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جن غزوات میں شرکت فرمائی ان کی تعداد ہے:

(الف) 15 (ب) 17 (ج) 19 (د) 21

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سن وفات ہے:

(الف) 64ہجری (ب) 74ہجری (ج) 84ہجری (د) 94ہجری

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی احادیث کی تعداد ہے:

(الف) پانچ سو چالیس (ب) چھے سو چالیس (ج) سات سو چالیس (د) آٹھ سو چالیس

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد نے انھیں کیا وصیت فرمائی؟

(ii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہنوں کی تربیت کے لیے کیا اہتمام کیا؟

(iii) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ طلب حدیث کا کس قدر شوق رکھتے تھے؟

(iv) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

(v) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ باجماعت نماز کا کس قدر اہتمام کرتے تھے؟

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔
- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت حدیث کے بارے میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی کے بارے میں مزید معلومات فراہم کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

(3) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- تربیتِ نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) کے نتیجے میں اُن کے امتیازی پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت کے صلہ میں حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملنے والی دعا کے متعلق جان سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت نبوی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم اور روایت حدیث کے واقعات کا جائزہ لے سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کردار بالخصوص بچپن میں رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت کے متعلق جان کر سبق حاصل کر سکیں۔
- حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمی ودینی خدمات کو جان کر عملی زندگی میں انھیں اپنا سکیں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام اَنَس، کنیت ابوحمزہ اور لقب خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلق بنونجار سے تھا جو انصار مدینہ کا ایک معزز قبیلہ تھا۔

حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی (خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم) سے دس سال پہلے مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلہ کے اکثر افراد حضور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے مدینہ منورہ تشریف لانے سے قبل توحید و رسالت کے علم بردار ہو چکے تھے۔ حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ نے بھی بیعتِ عقبہ ثانیہ سے پیشتر دین اسلام قبول کر لیا تھا۔ حضرت اَنَس کے والد نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور وہ مدینہ منورہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ماجدہ نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کیا۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت عقبہ ثانیہ میں حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے دستِ مبارک پر مکہ مکرمہ جا کر بیعت کی تھی۔ اس طرح حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا گھر نورِ ایمان سے روشن تھا۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں اقامت اختیار فرمائی تو حضرت اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور درخواست کی کہ اَنَس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو اپنی خدمت میں قبول فرما لیجیے۔ آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے منظور فرمایا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خادم رسول خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے لقب سے شہرت پائی۔

حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی وفات تک اپنے فرض کو نہایت احسن انداز سے انجام دیا، آپ کم وبیش دس برس نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کی خدمت میں رہے اور آپ کو ہمیشہ اس شرف پر ناز رہا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ فجر کی نماز پہلے درِاقدس پر حاضر ہو جاتے اور دوپہر کو اپنے گھر واپس آتے، ظہر کے وقت پھر حاضر ہوتے اور عصر تک رہتے، نمازِ عصر پڑھ کر اپنے گھر کا رُخ کرتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر و حضر میں ہمیشہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو

Web Version of PCTB Textbook

محبت سے ''اُنیس'' کہہ کر مخاطب فرماتے تھے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے دس برس نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی خدمت کی، لیکن اس عرصے میں آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نہ کبھی خفا ہوئے اور نہ کبھی کسی کام کے بارے میں یہ فرمایا کہ اب تک کیوں نہ ہوا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کثیر اولاد سے نوازا تھا اور یہ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی دعا کا اثر تھا۔ ایک مرتبہ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم حضرت اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اُم سُلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے عرض کیا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمایے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے دیر تک دعا کی اور آخر میں یہ کلمات زبان مبارک سے ارشاد فرمائے:

''اَللّٰھُمَّ اَکْثِرْ مَالَہٗ وَوَلَدَہٗ وَبَارِکْ لَہٗ فِیْمَا اَعْطَیْتَہٗ'' (صحیح مسلم: 2480)

ترجمہ: اے اللہ !انس کے مال میں اضافہ فرما اور اس کی اولاد زیادہ کر اور جو تُو نے اس کو عطا فرمایا ہے، اس میں برکت دے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ دو باتیں پوری ہوئیں اور تیسری کا منتظر ہوں۔ مال کی یہ حالت تھی کہ انصار میں کوئی شخص ان کے برابر مال دار نہ تھا۔ اولاد میں اس قدر برکت تھی کہ آپ کے بیٹوں، بیٹیوں اور پوتے اور پوتیوں کی تعداد 100 سے زیادہ تھی۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی اولاد سے بہت محبت تھی، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اپنے مکان پر رہتے تھے اور اپنے بیٹوں کو خود تعلیم دیتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تابعین میں خاص عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے جو حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعلیم کا اثر تھا۔ تعلیم وتعلّم کے علاوہ حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ماہر تیر انداز بھی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹوں کو خود تیر اندازی سکھاتے تھے۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طبیعت فیاض تھی۔ آپ نہایت ملنسار اور صبر واستقامت والے تھے۔ گفت گو بہت سادہ اور راست گوئی سے فرماتے تھے، ہر فقرہ تین بار دہراتے، کسی کے گھر تشریف لے جاتے تو تین بار اجازت طلب کرتے اور انتہائی سادہ کھانا تناول فرماتے تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کی بارگاہ میں جو قرب حاصل تھا اس کی وجہ سے ہر شخص آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حدیث روایت کرنے میں انتہائی اہم مقام حاصل ہے۔ علم حدیث کی طرح آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علم فقہ میں بھی کمال حاصل تھا۔ حبّ رسول خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم، اتباع سنّت، امر بالمعروف اور حق گوئی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نمایاں اوصاف تھے۔ حضور اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم سے محبت کا یہ عالم تھا کہ صبح اُٹھ کر کاشانۂ نبوت کی زیارت سے آنکھوں کو ٹھنڈا کرتے تھے، صبح کاذب کی تاریکی میں حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا یہ کم سن بچہ بستر راحت سے اٹھتا اور نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کا سامانِ وضو مہیا کرنے کے لیے مسجدِ نبوی کا راستہ لیتا تھا۔ ایامِ شباب میں ان کی محبت کی کوئی حد نہ تھی۔ وہ شمعِ نبوت پر پروانہ وار فریفتہ تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار ان جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں ہوتا ہے جن کو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم نے حدیث قلم بند کرنے کی تلقین فرمائی اور انھوں نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّين صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلَى آلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلَّم کے اقوال کو لکھ کر محفوظ فرمایا۔

حضرت اَنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ترانوے (۹۳) ہجری میں وفات پائی۔ وفات سے قبل چند ماہ بیمار رہے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرد شاگردوں اور عقیدت مندوں کا ہجوم رہتا تھا اور دور ونزدیک سے لوگ عیادت کو آتے تھے۔ بصرہ میں وصال فرمانے والے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری صحابیِ رسول ہیں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کنیت ہے:

(الف) ابوحمزہ (ب) ابوبکر (ج) ابوتراب (د) ابوصالح

(ii) حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں:

(الف) حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) حضرت اُم سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ حضرت اَنَس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو محبت سے جس نام سے مخاطب فرماتے تھے:

(الف) انیس (ب) عمیر (ج) اویس (د) فضیل

(iv) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کمال حاصل تھا:

(الف) علم حدیث میں (ب) علم انساب میں (ج) علم نجوم میں (د) علمِ فلکیات میں

(v) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(الف) خادم رسول (ب) امین الامۃ (ج) ترجمان القرآن (د) سیف اللہ

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مختصر تعارف بیان کریں۔

(ii) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کتنے سال نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت کی؟

(iii) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی بارگاہ میں حاضری کے حوالے سے حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کیا معمول تھا؟

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے کیا دعا فرمائی؟

(v) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند صفات بیان کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) حضرت اَنَس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کا اسم گرامی، ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، مروی احادیث کی تعداد، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

- حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے حالاتِ زندگی اور مقام و مرتبہ سے واقف ہو سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی سیرت و معاشرتی کردار سے واقف ہو سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی دینی خدمات کا جائزہ لے سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی دینی خدمات سے متاثر ہو کر اور دینی جذبے سے سرشار ہو کر معاشرے میں کردار ادا کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(i) حضرت اُمِّ ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام برکا اور کنیت اُم ایمن ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا حبشہ کی رہنے والی تھیں۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے والدِ گرامی حضرت عبد اللہ کی خادمہ تھیں۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن سے حضرت عبد اللہ کے ساتھ رہیں اور جب ان کا انتقال ہوا تو حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس رہنے لگیں۔ اس کے بعد دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا شرف حاصل کیا۔ بچپن میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کی انھوں نے ہی پرورش کی۔ حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر کے انتقال کے بعد ان کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حبشہ کی طرف ہجرت کی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ واپس آئیں تو غزوہ احد میں شرکت کی۔ اس موقع پر وہ لوگوں کو پانی پلاتیں اور زخمیوں کی تیمارداری کرتی تھیں۔ غزوہ خیبر میں بھی شریک ہوئیں۔

11 ہجری میں نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم نے وصال فرمایا تو حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سمجھایا کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے لیے اللہ تعالیٰ کے پاس بہتر چیز موجود ہے فرمانے لگیں: یہ خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں، میں تو اس لیے رو رہی ہوں کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی ان کے ساتھ مل کر زار و قطار رونے لگے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو بیٹے تھے، حضرت ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پہلے شوہر سے تھے۔ وہ صحابی رسول تھے اور غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ دوسرے بیٹے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کے محبوب خاص تھے۔ نہایت جلیل القدر صحابی تھے اور نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وأصحابہٖ وسلم کو ان سے بہت محبت تھی۔

حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نہایت عمدہ اخلاق کی مالک تھیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ان کی نہایت عزت کرتے، آپ خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فرماتے تھے اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنھا میری ماں ہیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ اکثر و بیشتر ان کے مکان پر خود تشریف لے جاتے۔

(ii) حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نام نُسَیبہ اور کنیت ام عمارہ تھی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا تعلق قبیلہ بنونجار سے تھا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بیعتِ عَقبہ میں شرکت کی۔ بیعتِ عقبہ میں ۷۳ مرد اور دو عورتیں شامل تھیں۔حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا بھی ان ہی میں شمار ہوتا ہے۔

غزوہ احد میں شریک ہوئیں اور نہایت بہادری سے لڑیں۔وہ مشک میں پانی بھر کر لوگوں کو پلا رہی تھیں تو نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے پاس پہنچیں اور سینہ سپر ہو گئیں، کفار جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر حملہ کرتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھیں۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا فرمان ہے کہ میں نے احد میں اُم عمارہ کو اپنے دائیں اور بائیں لڑتے ہوئے دیکھا۔غزوہ اُحد میں اُنھوں نے ایک کافر کو قتل کیا تھا، حضرت اُمِّ عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے بیعتِ رضوان، غزوہ خیبر اور فتح مکہ میں بھی شرکت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یمامہ کی جنگ پیش آئی۔ یہ جنگ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی جو نبوت کا جھوٹا دعوے دار تھا۔حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا اپنے ایک بیٹے حبیب کو لے کر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ روانہ ہوئیں۔ جب مسیلمہ کذاب نے ان کے بیٹے کو شہید کر دیا تو انھوں نے منت مانی کہ یا مسیلمہ کذاب قتل ہوگا یا وہ خود جان دے دیں گی۔ یہ کہ کر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئیں اور اس بہادری سے مقابلہ کیا کہ انھیں کئی زخم آئے، یہاں تک کہ ایک ہاتھ کٹ گیا۔اس جنگ میں مسیلمہ کذاب بھی مارا گیا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے چند احادیث مروی ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی وفات 13 ہجری میں مدینہ منورہ میں ہوئی اور انھیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

(iii) حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنھا

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نام اسماء اور لقب ذَاتُ النِّطَاقَیْن ہے۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا نکاح حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے ہوا۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے اپنے شوہر کی طرح قبول اسلام میں سبقت کی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا ایمان لانے والوں میں اٹھارواں نمبر تھا۔

جب نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رفیقِ سفر تھے۔آپ خَاتَمُ النَّبِيِّیْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ دوپہر کو ان کے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنھا نے سفر کا سامان تیار کیا، دو تین دن کا کھانا ساتھ رکھا، نِطاق (کمر بند) جس کو عرب عورتیں کمر پر لپیٹتی ہیں پھاڑ کر اس سے برتن کا منھ باندھا، یہ وہ شرف تھا جس کی بنا پر آج تک ان کو ذات النّطاقین (دو کمر بند والی) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا مدینہ منورہ پہنچ کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئیں اور قُبا میں قیام کیا۔ یہاں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے، ان کو لے کر نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے عبد اللہ کو گود میں لیا، گھٹی دی اور ان کے لیے دعا فرمائی۔

حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت و بزرگی کا ہر شخص معترف ہے۔ خلافتِ راشدہ کے بعد حجاز کے بڑے علاقے پر ان کی حکومت قائم ہوئی۔ اس لیے تمام دنیائے اسلام نے ان کی صدا پر لبیک کہی۔ عہدِ بنو اُمیہ میں حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کر دیے گئے۔ حجاج بن یوسف نے ان کی لاش کو سولی پر لٹکا دیا۔ تین دن گزرنے پر حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کنیز کو ساتھ لے کر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں۔ لاش الٹی لٹکی تھی، دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا "کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی وقت نہیں آیا"

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نیک طبع خاتون تھیں، حق گوئی ان کا خاص شعار تھا۔ نہایت صابرہ تھیں۔ حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جابر کے سامنے وہ حق گوئی سے کام لیتی تھیں۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت ایک ماں کے لیے قیامت تھی لیکن اس میں انھوں نے جس عزم و ہمت، صبر و تحمل اور استقلال سے کام لیا اس کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ حد درجہ خود دار، باہمت اور تواضع و انکسار کی پیکر تھیں۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے چھپن (56) احادیث روایت کی ہیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تہتر (73) ہجری میں 100 سال کی عمر میں وفات پائی۔

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا آبائی علاقہ تھا:

(الف) شام (ب) مصر (ج) حبشہ (د) ایران

(ii) حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے غزوات میں خدمت سرانجام دی:

(الف) زخمیوں کو پانی پلانے کی (ب) دشمن کا مقابلہ کرنے کی

(ج) زرہ تیار کرنے کی (د) تیر اندازی کی

(iii) جنگ یمامہ میں شہید ہوئے، حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے:

(الف) بیٹے (ب) بھائی (ج) شوہر (د) غلام

Web Version of PCTB Textbook

(iv) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں:

(الف) حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ب) حضرت ام عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(ج) حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
(د) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(v) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے کا نام ہے:

(الف) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ب) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(د) حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وأصحابہ وسلم کے وصال کے وقت حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے رونے کا سبب کیا تھا؟
(ii) حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اسلام کے لیے دو خدمات بیان کریں؟
(iii) حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام کیا تھا اور آپ کا تعلق کس قبیلہ سے تھا؟
(iv) ہجرتِ مدینہ میں حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کیا کردار ادا کیا؟
(v) حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نمایاں اوصاف تحریر کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) درج ذیل صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی شخصیت پر جامع نوٹ لکھیں۔

- حضرت اُم عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- حضرت اُم ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا
- حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سرگرمیاں برائے طلبہ

- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی حیات طیبہ پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی، ولدیت، پیدائش والقاب، قبیلہ، عمر، اولاد، وفات اور امتیازی خصوصیات شامل ہوں۔

برائے اساتذہ کرام

- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کی زندگی سے ہم کیسے راہ نمائی حاصل کر سکتے ہیں؟ کمرا جماعت میں تبادلہ خیال کروایا جائے۔
- مذکورہ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنھن کے حالات زندگی تفصیل سے طلبہ کو بتائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

صُوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق وصفات اور کردار سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- اشاعتِ اسلام، تصوُّف، روحانیت اور تزکیہ نفس کے فروغ میں ان کی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان صوفیہ کرام کے پیامِ امن ومحبت کے بارے میں جان سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کے دینی، روحانی ومعاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی سیرت کے روشن پہلوؤں اور تعلیمات سے سبق حاصل کر کے دنیا وآخرت میں کامیاب ہو سکیں۔
- مذکورہ صوفیہ کرام کی زندگی کا مطالعہ کر کے اپنی اصلاح کی فکر کر سکیں۔
- اللہ والوں کی صحبت کے فوائد وثمرات کے بارے میں جان سکیں اور مستفید ہو سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(i) حضرت سید عبد اللطیف کاظمی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف امام بری)

حضرت سید عبد اللطیف امام بری کاظمی رحمۃ اللہ علیہ 1617 عیسوی اور 1026 ہجری میں ضلع چکوال کے علاقے چولی کرسال میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا اسم مبارک سید سخی محمود بادشاہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ ماجدہ کا نام سیدہ غلام فاطمہ کاظمی رحمۃ اللہ علیہا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی بھی اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ ولی تھے۔ حضرت امام بری سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد گرامی سے حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد نے فقہ وحدیث اور دیگر علوم اسلامی کی تعلیم نجف اشرف عراق سے حاصل کی۔ سید محمود بادشاہ رحمۃ اللہ علیہ جو نجف اشرف سے فارغ التحصیل تھے انھوں نے اپنے بیٹے کی تعلیم وتربیت میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بری امام (اِمَامُ الْبَرّ خشکی کے امام) کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

حضرت سید عبد اللطیف کاظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے علاقوں کا تبلیغی دورہ کیا جن میں کشمیر، بدخشاں، بخارا، مشہد، بغداد اور دمشق شامل ہیں آپ حج کی غرض سے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ گئے اور تقریباً 25 سال کی عمر میں واپس تشریف لائے۔

حضرت سید عبد اللطیف کاظمی قادری رحمۃ اللہ علیہ نے نور پور شاہاں میں قیام کے دوران میں اسلامی تعلیمات کے ذریعے سے لاتعداد ہندوؤں کے دلوں میں اسلام کی شمع روشن کی۔ حضرت شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ کا وصال 1117 ہجری بمطابق 1706ء میں نور پور شاہاں اسلام آباد میں ہوا۔

(ii) حضرت مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نام عبدالرحمن اور لقب جامی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد کا اسم گرامی مولانا نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ 23 شعبان، 817ہجری بمطابق 1414ء کو ہرات (افغانستان) میں پیدا ہوئے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوئے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ ذوقِ لطیف سے مالا مال تھے۔ آپ کے دل میں عشقِ حقیقی سمایا ہوا تھا۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو نبی کریم محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی ذاتِ اقدس سے بہت زیادہ عقیدت و محبت تھی۔ انھوں نے نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی محبت میں نعتیہ کلام بھی لکھا ہے۔ ان کی فارسی میں معروف نعت کا شعر ہے:

؎ نسیما! جانب بطحا گزر کن	ترجمہ: اے بادِ نسیم جب تیرا شہر بطحا سے گزر ہو
ز احوالم محمد را خبر کن	میرے احوال (حالات) محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کی خدمت میں بیان کرنا

(نفحات الانس فی مجالس القدس:260)

آپ رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں تواضع اور عجز و انکسار کے حامل انسان تھے۔ ترک ریا، نفس کشی اور خلوص جیسی خوبیاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قول و فعل سے نمایاں تھیں۔ احکامِ شریعت کے سخت پابند تھے اور اپنے پیروکاروں کو بھی اس کی تبلیغ کرتے تھے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ مظلوموں کے مددگار رہتے، اگر کسی کو محتاج پاتے تو خفیہ طور پر اس کی مدد کرتے۔ قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے جن علوم کا جاننا ضروری ہے ان میں علم النحو سرفہرست ہے۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کو علم النحو کا امام تسلیم کیا جاتا ہے۔ علم النحو میں ''شرح ملا جامی'' آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تصنیف ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف شہروں میں مساجد، مدارس اور خانقاہیں تعمیر کیں اور ان کا انتظام چلانے کے لیے بہت سی املاک بھی وقف کیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑے لوگوں اور بالخصوص بادشاہوں کی خوشامد اور چاپلوسی سے متنفر تھے، بلکہ انھیں ہمیشہ نیکی پر کاربند رہنے کے لیے خط لکھا کرتے تھے، چناں چہ ایک خط میں بادشاہ وقت کو مخاطب کر کے لکھتے ہیں کہ: اے بادشاہ! تو جس تاج و تخت کا دل دادہ ہے وہ ناپائیدار ہے۔ یہ زندگی فنا ہونے والی ہے۔ نہ یہ زمانہ رہے گا نہ یہ زمین، جہاں تک ہو سکے دنیا میں نیکی کر لے، کیوں کہ یہی کام آنے والی ہے۔

مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ نے اس فانی دنیا میں 81 برس گزار کر 18 محرم الحرام 898 ہجری، بمطابق 14 نومبر 1492ء کو جمعہ کے دن وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار ''ہرات'' افغانستان میں ہے۔

(iii) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ جن کا اصل نام سید عثمان مروندی تھا، سندھ میں مدفون ایک مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ ان کا مزار سندھ کے علاقے سیہون شریف میں ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 538ہجری بمطابق 1143ء مروند یا میوند (موجودہ آذر بائیجان یا افغانستان) میں ہوئی۔
لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے والدِ گرامی کا نام ابراہیم کبیر الدین اور والدہ کا نام ماجدہ کبیر الدین تھا۔ آپ کے والدین زہد و تقوٰی کی بدولت مشہور تھے اور درس و تدریس سے وابستہ تھے۔ آپ کے آباواجداد عراق سے ہجرت کر کے ایران سے ہوتے ہوئے افغانستان میں آباد ہوئے۔ آپ نے بھی مسلم دنیا گھوم کر سیہون شریف (سندھ) کو پسند فرمایا، یہاں آباد ہوئے اور یہیں پر مدفون ہوئے۔

شیخ مروندی رحمۃ اللہ علیہ خاندانی اعتبار سے اعلیٰ نسب رکھتے تھے۔ اس لیے صالحیت وسخا کے بہت سے خصائص ان کے خاندان میں منتقل ہو گئے تھے۔ آپ کی والدہ کے متعلق مشہور ہے کہ رات کی تاریکی میں بیٹھ کر رویا کرتی تھیں۔ آپ فرماتی تھیں: اللہ کے خوف سے رونے والا دوزخ میں نہ جائے گا۔ ان کی ذات خشیتِ الٰہی کا پیکر تھی۔ رات کا زیادہ تر حصہ عبادت میں گزارتیں۔

حضرت عثمان بن کبیر المعروف شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔ قرآن مجید حفظ کرنے کے بعد آپ نے بہت ہی قلیل عرصے میں مروجہ عربی و فارسی علوم میں بھی مکمل دسترس حاصل کر لی۔

بچپن میں ابتدائی منزلیں اپنے والد محترم کے سائے میں طے کیں۔ آپ کے والد مشائخ تبریز میں بڑا درجہ رکھتے تھے۔ ان کی نگرانی میں آپ کی نشوونما ہوئی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام ہوا۔ صاحبِ علم و فضل والد کی وجہ سے سید عثمان مروندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو اہل اللہ کی صحبتیں بچپن سے میسر آئی تھیں۔ آپ سیر و سیاحت کرتے ہوئے حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔ ان کی ہدایت پر آپ نے سندھ میں قیام فرمایا۔

حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ علیہ نے بندگان خدا کو سیدھی راہ دکھائی۔ ان کے اخلاق کو سنوارا، انسانوں کے دلوں میں نیکی اور سچائی کی لگن پیدا کی اور ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور پیار سے رہنا سکھایا۔ ہزاروں لوگوں نے آپ کے ہاتھ سے ہدایت پائی اور بہت سے بھٹکے ہوئے لوگوں کا رشتہ اللہ تعالیٰ سے جوڑا۔ آپ عرصہ دراز تک سندھ میں اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔

آپ کا وصال 21 شعبان المعظم 673ہجری میں ہوا۔ آپ کا مزار سیہون (سندھ) میں ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) حضرت سید عبد اللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے:

(الف) ہندو (ب) مسیحی (ج) مجوسی (د) سکھ

(ii) حضرت مولانا جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو امام تسلیم کیا جاتا ہے:

(الف) علمِ نحو کا (ب) علمِ صرف کا (ج) علم کلام کا (د) علمِ نجوم کا

(iii) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مرشد تھے:

(الف) حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ب) حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ج) حضرت بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (د) حضرت خواجہ بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(iv) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ کے فرمان کے مطابق، اللہ تعالیٰ کے خوف سے رونے والا:

(الف) دوزخ میں نہ جائے گا (ب) رزق میں اضافہ پائے گا

(ج) دنیا میں عزت پائے گا (د) مصیبتوں سے محفوظ رہے گا

(v) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ہے:

(الف) عثمان مروندی (ب) بوعلی قلندر

(ج) زید مروندی (د) عبدالرحمٰن

☆ **مختصر جواب دیں۔**

(i) حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بری امام کیوں کہا جاتا ہے؟

(ii) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وأصحابہ وسلم سے عقیدت و محبت بیان کریں۔

(iii) حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب کا نام لکھیں۔

(iv) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب کن سے ملتا ہے؟

(v) حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تعلیمی حالات مختصراً بیان کریں۔

☆ **تفصیلی جواب دیں۔**

درج ذیل شخصیات پر نوٹ لکھیں۔

- مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- حضرت لعل شہباز قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
- حضرت شاہ عبداللطیف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سرگرمیاں برائے طلبہ

- مذکورہ صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مختصر حالات زندگی پر مشتمل معلوماتی چارٹ بنائیں جس میں ان کے اسمائے گرامی ولدیت، پیدائش والقابات، عمر، تصانیف اور وفات اور خدمات وغیرہ شامل ہوں۔
- مذکورہ شخصیات کے اخلاق و کردار پر مبنی واقعات اور ان سے حاصل ہونے والے عملی اسباق تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کے سامنے پیش کریں۔
- صوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی تعلیمات کی روشنی میں موجودہ دور کے مسائل کے حل کے لیے تجاویز پر گفت گو کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

علما ومفکّرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی سے اجمالی طور پر واقف ہو سکیں۔
- ان کے اخلاق وصفات سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ان کی علمی ومعاشرتی خدمات سے مختصر طور پر آگاہی حاصل کر سکیں۔
- ان کی تعلیمات اور تصانیف سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- مذکورہ علما ومفکرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے معاشرتی کردار کے بارے میں جان کر اپنی عملی زندگی میں ان کے اُسوہ کی پیروی کر سکیں۔
- ان کی زندگی کے مختلف روشن پہلوؤں سے سبق حاصل کر کے اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(i) شیخ ابنِ عربی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو بکر محی الدین محمد بن علی المعروف شیخ اکبر اور ابن عربی 17 رمضان 560 ہجری (28/ جولائی 1168ء) کو مرسیہ (اندلس) میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعلق حاتم طائی کے قبیلہ طی سے تھا۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 580 ہجری میں اشبیلیہ چلے آئے جو علم ومعرفت کا مرکز تھا جہاں انھوں نے تیس سال تک تعلیم حاصل کی، اشبیلیہ ہی میں ان کی اپنے شیخ سے ملاقات ہوئی جن سے انھوں نے تصوف کی تعلیم حاصل کی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اڑتیس سال کی عمر میں بلادِ مشرق یعنی مشرقی ممالک کی طرف روانہ ہوئے۔ کچھ عرصہ مصر میں قیام کیا پھر بیت المقدس، مکہ معظّمہ، بغداد اور حلب گئے اور آخر میں دمشق پہنچے جہاں آپ نے مستقل سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی کتاب فتوحات مکیہ اور فُصُوصُ الحِکَم نے بہت شہرت پائی۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دمشق میں درس وتدریس اور وعظ ونصیحت فرماتے رہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے 638 ہجری (1240ء) میں وفات پائی اور جبل قاسیون میں دفن کیے گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصانیف کی تعداد 500 سے زائد بیان کی جاتی ہے۔ شیخ اکبر کی تصانیف اپنے زمانے کے مروجہ علومِ اسلامی کا احاطہ کرتی ہیں اور زیادہ تر تصوف کے موضوع پر ہیں، نیز آپ نے حدیث، تفسیر، سیرت اور ادب کے موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تحریری سرمایۂ ادب میں صوفیانہ شاعری وغیرہ بھی شامل ہے۔

(ii) شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ 25 رمضان المبارک 1159 ہجری بمطابق 7 شوال 1239 ہجری/ 20 ستمبر 1746ء کو دہلی میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تاریخی نام غلام حلیم ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب 34 واسطوں سے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سراج الہند کے لقب سے مشہور ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علم کی وسعت کے ساتھ حاضر دماغی میں بھی کمال حاصل تھا۔

شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب سترہ سال کے ہوئے تو ان کے والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی وفات ہوئی۔ اوائلِ عمر ہی میں کثرت امراض کے باوجود شاہ صاحب نے درس و تدریس کا عمل جاری رکھا اور اپنے والد کے جانشین مقرر ہوئے۔

والد ماجد کے انتقال کے بعد آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً بارہ سال تک علوم حدیث و تفسیر کی درس و تدریس میں مصروف رہے۔ علوم فلسفہ و منطق کے ساتھ ساتھ علومِ حدیث و تفسیر میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم شخصیت اپنے دور کے محدثین و مشائخ کا مرجع و ماخذ ہے جن کے شاگرد پوری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے پرفتن دور میں قرآن و حدیث کے علوم کے فروغ کے لیے جو کارہائے نمایاں سرانجام دیے، ان کی وجہ سے وہ ہمیشہ یاد کیے جائیں گے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسّی (80) برس کی عمر میں 9/شوال 1239 ہجری، 1823ء کو وفات پائی۔

(iii) ابنِ رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اسلامی فلسفہ کی دنیا میں ابن رشد کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ محمد بن احمد بن رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ قُرطبہ (اندلس) کے ایک باعزت گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فقہ، طب اور فلسفہ میں اپنے زمانے کے علما سے سند فراغت حاصل کرنے کے بعد حکمت میں کمال حاصل کیا۔ 548 ہجری میں ابن طفیل نے ابو یعقوب یوسف بن عبدالرحمان سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ملاقات کروائی۔ جو فلسفے کے دل دادہ تھے ابن رشد نے ان کے لیے ارسطو کی کتابوں کو مختصر کیا۔ امیرِ مراکش نے انھیں اپنا طبیب بنانے کے لیے مراکش آنے کی دعوت دی۔ جلد ہی وہ قُرطبہ کا قاضی بن کر واپس آ گئے۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مراکش میں وفات پائی۔ ابن رشد ارسطو کے بڑے مداح تھے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ارسطو علم کی انتہائی بلندیوں پر پہنچا ہوا تھا، انھوں نے اپنے آپ کو ارسطو کی کتابوں کی تلخیص اور تشریح کے لیے وقف کر رکھا تھا، جو کچھ ابن رشد نے لکھا اہلِ یورپ نے اس کا ترجمہ کیا اور اسے سیکھنا شروع کر دیا حتیٰ کہ یہی ان کی حکمت کی بنیاد اور فلسفیانہ سرگرمیوں کے لیے معیار بن گیا۔

آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بہت سی تصانیف ہیں جن میں "بدایۃ المجتہد" خاص طور پر قابل ذکر ہے، جس میں ابن رشد نے فقہی مذاہب کے علاوہ اپنی مستقل آرا کا تذکرہ کیا ہے اور ائمہ فقہ کی آرا و دلائل کا تقابلی جائزہ لیا ہے۔ جس سے ان کی اجتہادی صلاحیت عیاں ہوتی ہے۔

Web Version of PCTBTextbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) ابنِ عربی لقب ہے:

(الف) محی الدین کا (ب) معین الدین کا (ج) نصیر الدین کا (د) عماد الدین کا

(ii) ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی مشہور تصنیف ہے:

(الف) فتوحات مکیہ (ب) کشف المحجوب (ج) بدایۃ المجتہد (د) احیاء علوم الدین

(iii) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا سلسلہ نسب ملتا ہے:

(الف) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (ب) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(ج) حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے (د) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

(iv) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو کمال حاصل تھا:

(الف) علمِ حدیث میں (ب) علمِ نجوم میں (ج) شاعری کے میدان میں (د) علمِ انساب میں

(v) ابن رشد متاثر تھے:

(الف) امامِ غزالی سے (ب) ارسطو سے (ج) افلاطون سے (د) ابنِ عربی سے

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مکمل نام تحریر کریں۔

(ii) ابن عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کن موضوعات پر کتب تصنیف کیں؟

(iii) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کب اور کہاں پیدا ہوئے؟

(iv) شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کن علوم کے فروغ کے لیے کارہائے نمایاں سرانجام دیے؟

(v) ابن رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک کتاب کا نام لکھیں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

- درج ذیل شخصیات پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔
  - ابنِ عربی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
  - شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
  - ابنِ رشد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

سرگرمیاں برائے طلبہ

- مذکورہ علما و مفکرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے مختصر حالاتِ زندگی پر مشتمل معلوماتی نوٹ لکھیں جس میں ان کی خدمات بھی شامل ہوں۔
- مذکورہ شخصیات کے حالاتِ زندگی اور تعلیمات پر کمرا جماعت میں مذاکرہ کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- طلبہ کو مذکورہ شخصیات کی خدمت کے بارے میں تفصیلی آگاہی دیں۔

Web Version of PCTB Textbook

باب ہفتم: اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضے

(1) اسلام میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ و مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- اُسوہ نبوی (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ) کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی مثالیں سمجھ سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے اسباب کی مختلف صورتوں اور شرعی حدود و قیود سے واقف ہو سکیں۔
- مستقبل کی منصوبہ بندی کے انفرادی و اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- شرعی حدود و قیود میں مستقبل کی منصوبہ بندی اختیار کرنے والے بن سکیں۔
- اسلامی تعلیمات اور عصرِ حاضر کے تقاضوں کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

مستقبل کا معنیٰ ہے: آنے والا وقت۔ مستقبل کی منصوبہ بندی سے مراد یہ ہے کہ انسان آنے والے وقت کے لیے تیاری کرے۔ اپنے پاس موجود وسائل کو اچھے طریقے سے استعمال کرے اور اپنی طاقت کے بقدر مزید وسائل و اسباب اختیار کرنے کی کوشش کرے۔

قرآن وسنّت میں ہمیں موت کے بعد آنے والی زندگی کے لیے تیاری کرنے کے حکم کے ساتھ ساتھ یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ ہم دنیا کی زندگی میں بھی آنے والے دنوں کے لیے تیاری کریں۔

مستقبل کی ضرورت کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنے پاس موجود وسائل اور نعمتوں کو ضائع نہ کریں۔ مستقبل میں کسی بھی قسم کی تکلیف اور پریشانی سے بچنے کے لیے ابھی سے کوشش کرنا اور وسائل اکٹھے کرنا توکّل کے خلاف نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اس بات کا حکم دیا ہے کہ مسلمان اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے وسائل و اسباب جمع رکھیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ (سورۃ الانفال: 60)

ترجمہ: اور (مسلمانو!) تم اُن (کفار سے لڑنے) کے لیے تیاری رکھو جتنی قوّت تم سے ممکن ہو۔

قرآنِ مجید میں حضرت یوسف علیہ السّلام کے حالاتِ زندگی کا بیان تفصیل سے آیا ہے۔ اس میں یہ تذکرہ بھی ملتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السّلام نے مصر والوں کو قحط سے محفوظ رکھنے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی۔ یہاں تک کہ قحط کے زمانے میں مصر نہ صرف اپنی غذائی ضروریات میں خود کفیل تھا بلکہ دوسرے ملکوں کو بھی غلّہ فراہم کر رہا تھا۔

مستقبل کے لیے منصوبہ بندی اور سوچ بچار کرنا نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت مبارک ہے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے نعمتوں کو ضائع ہونے سے بچانے کا حکم دیا تاکہ مستقبل میں انھیں استعمال کیا جاسکے۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے پانی کو ضائع کرنے سے منع فرمایا اور زیادہ سے زیادہ درخت لگانے کا حکم دیا، تاکہ آنے والے وقت میں ان نعمتوں سے فائدہ اٹھایا جاسکے۔

حضورِ اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اسلامی دعوت کی مضبوطی اور مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے لیے ہمیشہ تدبیر فرمائی۔ غزوۂ خندق میں جب آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو کافروں کے مدینہ منورہ پر حملے کے ارادے کا علم ہوا تو آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اہلِ مدینہ کی حفاظت کے لیے منصوبہ بندی فرمائی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے اس موقع پر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے پر ایک خندق کھودی اور اس طرح اہلِ مدینہ منورہ مشرکینِ مکہ کے حملے سے محفوظ ہو گئے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مستقبل کی منصوبہ بندی کی ایک روشن مثال صلحِ حدیبیہ کا واقعہ ہے۔ صلحِ حدیبیہ کے موقع پر آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے مشرکینِ مکہ کے ساتھ صلح کا ایک معاہدہ فرمایا جس کی شرائط کا جھکاؤ بظاہر مشرکین کی طرف تھا۔ لیکن اس موقع پر حضورِ اقدس خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ آنے والے وقت کی منصوبہ بندی فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی تدبیر میں ایسی برکت عطا فرمائی کہ صلح کا یہ معاہدہ فتحِ مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا اور کچھ ہی عرصے بعد مشرکینِ مکہ کی قوت پارہ پارہ ہو گئی۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور حضور خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سنت کی اتباع میں آنے والے وقت کے لیے خود کو تیار کرے۔ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہنے والوں اور وسائل ضائع کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ (سورۃ الانعام: 141)

ترجمہ: بے شک وہ (اللہ) بے جا خرچ کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند فرماتا ہے جو اپنی قوت اور عقل کو کام میں لاتے ہیں اور اپنے اور دوسروں کے فائدے کے بارے میں سوچتے ہیں۔

مستقبل کے کسی بھی کام کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے ہمیں شریعت کی متعین کردہ حدود کو پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ کوئی ایسی منصوبہ بندی یا تدبیر نہیں کرنی چاہیے جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہو۔ اپنے ارادوں اور منصوبوں میں سودی لین دین، رشوت، جھوٹ، دھوکے بازی، حق تلفی اور مادیت پرستی کو شامل نہیں کرنا چاہیے۔ مستقبل کی منصوبہ بندی اور تدبیر کرتے ہوئے توکل کو بھی پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ توکل کا معنٰی یہ ہے کہ انسان اسباب ضرور اختیار کرے لیکن اس کا بھروسا اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔

جب کوئی شخص یا قوم منصوبہ بندی اور سمجھ بوجھ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تو اس شخص اور قوم کی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں:

- بہت سے وسائل ضائع ہونے سے بچ جاتے ہیں۔
- خوش حالی اور آسودگی نصیب ہوتی ہے۔
- دوسروں کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا پڑتا۔
- وسائل میں اضافہ ہوتا ہے اور پورا معاشرہ ترقی کرتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

- بہتر منصوبہ بندی کرنے والے بہترین نتائج حاصل کرتے ہیں۔
- معاشرہ انتشار اور افراتفری سے بچ جاتا ہے۔
- مستقبل پر نگاہ رکھنے والے لوگ اپنے انفرادی اور اجتماعی تعلقات میں میانہ روی کو پیشِ نظر رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے انھیں شرمندگی یا نقصان کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ اسلام کی تعلیم بھی یہی ہے۔

آج کا زمانہ حکمت و تدبیر کا زمانہ ہے۔ افراد و اقوام آج کل مستقبل کی منصوبہ بندی پر بہت سا سرمایہ لگا رہے ہیں اور کئی کئی سالوں کے لیے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر مستقبل کی منصوبہ بندی کرنے کی سوچ اپنائیں۔ اسی صورت میں ہم ترقی کر سکتے ہیں اور ہمارا معاشرہ ایک خوش حال معاشرہ بن سکتا ہے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

☆ درست جواب کا انتخاب کریں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ ہے کہ انسان تیاری کرے:

(الف) گزرے ہوئے وقت کے لیے　(ب) موجودہ وقت کے لیے
(ج) آنے والے وقت کے لیے　(د) جاری رہنے والے وقت کے لیے

(ii) مصر والوں کو قحط سے بچانے کے لیے شان دار منصوبہ بندی کی:

(الف) حضرت اسماعیل علیہ السّلام نے　(ب) حضرت اسحاق علیہ السّلام نے
(ج) حضرت یعقوب علیہ السّلام نے　(د) حضرت یوسف علیہ السّلام نے

(iii) غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا مشورہ دیا:

(الف) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے　(ب) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے　(د) حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(iv) فتحِ مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوا:

(الف) واقعہ معراج　(ب) ہجرتِ حبشہ
(ج) سفرِ طائف　(د) صلحِ حدیبیہ

(v) انسان کا اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسا کرتے ہوئے اسباب کا اختیار کرنا کہلاتا ہے:

(الف) توکّل　(ب) بخل
(ج) تقویٰ　(د) طمع

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) مستقبل کی منصوبہ بندی کا معنیٰ و مفہوم تحریر کریں۔

(ii) مستقبل کی منصوبہ بندی کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

(iii) حضرت یوسف علیہ السّلام نے مستقبل کی منصوبہ بندی کیسے فرمائی؟

(iv) نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی عمدہ تدبیر کی ایک مثال تحریر کیجیے۔

(v) مستقبل کی منصوبہ بندی کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) قرآن و سنت کی روشنی میں مستقبل کی منصوبہ بندی کی اہمیت بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- مستقبل کی منصوبہ بندی کی مختلف صورتوں پر مشتمل فہرست بنائیں۔
- اپنی آنے والی زندگی کی منصوبہ بندی پر مبنی چارٹ بنائیں۔
- طلبہ اس بات پر مذاکرہ کریں کہ وہ مستقبل میں اپنے آپ کو کیسا دیکھنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے وہ کیا منصوبہ بندی کر رہے ہیں؟

برائے اساتذہ کرام

- مستقبل کی قلیل المیعاد، وسط مدتی اور طویل المیعاد منصوبہ بندی کے ثمرات پر جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔
- طلبہ کو ان کے مزاج اور صلاحیت کے مطابق مستقبل کے حوالے سے رہنمائی فراہم کیجیے۔ ان کے اندر چھپی ہوئی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کی کوشش کیجیے۔
- سیرتِ طیبہ سے مستقبل کی منصوبہ بندی کی مزید مثالیں طلبہ کے سامنے پیش کیجیے۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) اسلامی تہذیب کے امتیازات

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ:

- اسلامی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو جان سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی اہمیت سمجھ سکیں۔
- اسلامی تہذیب کی بنیادی خصوصیات کو سمجھ کر ان کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اسلامی تہذیب کے مختلف اصولوں اور طریقوں سے واقف ہو کر اپنی زندگیوں کو ان کے مطابق ڈھال سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

تہذیب کا لفظی معنٰی ہے: آراستگی، صفائی اور اصلاح۔ تربیت یافتہ اور تعلیم یافتہ شخص کو تہذیب یافتہ اور مہذّب کہا جاتا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد اس کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویّہ ہے۔

اسلامی تہذیب سے مراد اسلام کا سکھایا ہوا طریقہ حیات ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد قرآن مجید اور سنت نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر ہے۔ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی سیرت سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمان معاشرہ اپنی ایک خاص پہچان اور اپنا خاص تشخص رکھتا ہے۔ مسلمانوں کو زندگی کے معاملات میں غیروں کی نقالی کرنے اور ان کی مشابہت اختیار کرنے کی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ مسلمانوں کو جو طرزِ حیات عطا کیا گیا ہے وہ ہر اعتبار سے مکمل ہے۔

انسانی تاریخ میں بہت سی قومیں وجود میں آئیں اور ہر قوم کی ایک مخصوص تہذیب تھی۔ دنیا کی تہذیبوں میں اسلامی تہذیب کا اپنا ایک بلند مقام و مرتبہ رہا ہے۔ عہدِ حاضر میں بھی اس کا نمایاں مقام ہے۔ اسلامی تہذیب دنیا کی ایک شان دار تہذیب ہے۔ اس سے صرف مسلمانوں ہی نے نہیں بلکہ اقوامِ عالم نے روشنی حاصل کی ہے۔

اسلامی تہذیب بہت سی خصوصیات اور امتیازات کی حامل تہذیب ہے۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

☆ توحید پر کامل یقین

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر کامل یقین اسلامی تہذیب کی اساس ہے۔ توحید پر ایمان اسلامی تہذیب کا وہ عنصر ہے جس کے بغیر یہ تہذیب نہ تو وجود میں آ سکتی ہے اور نہ الگ سے اپنا کوئی تشخص قائم رکھ سکتی ہے۔

☆ نبی کریم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے عقیدت و محبت

اسلامی تہذیب کا نمایاں ترین وصف یہ ہے کہ اس میں حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کو مرکز و محور کی حیثیت حاصل ہے۔ اُمتِ مسلمہ کی شناخت نسبتِ رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ سے ہی وابستہ ہے۔

☆ آخرت میں جواب دہی کا تصوّر

اسلامی تہذیب کی اہم خصوصیت آخرت پر کامل یقین اور جواب دہی کا عقیدہ رکھنا ہے۔ اسلامی تہذیب کے پیروکار اس احساس کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں کہ قیامت کے دن انھیں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ہر ایک عمل کے بارے میں جواب دہ ہونا ہے۔ اس سے زندگی میں اعتدال و توازن پیدا ہوتا ہے۔

☆ انسانی مساوات

مساوات اسلامی تہذیب کی ایک لازمی قدر ہے۔ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا دورِ مبارک تاریخِ انسانی کے روشن دنوں کا امین ہے، یہی وہ زمانہ ہے جب زمین پر عدل کی حکمرانی قائم ہوئی۔

☆ آفاقی پیغامات اور ہدایات

اسلامی تہذیب کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کے تمام پیغامات اور اہداف آفاقی ہیں۔ قرآنِ کریم نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت و کرامت کی بنیاد پر ایک کنبہ قرار دیا۔

☆ اعلیٰ اخلاقی اقدار

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس نے اپنے تمام ضابطہ حیات اور زندگی کی سرگرمیوں میں اعلیٰ اخلاقی قدروں کو اولیت کا مقام عطا کیا۔ لہذا علم و حکمت، اسلامی قوانین، جنگ، مصالحت، اقتصادیات، خاندانی نظام، اور دیگر اخلاقی و معاشرتی اقدار میں اسلامی تہذیب کا پلڑا تمام قدیم و جدید تہذیبوں پر بھاری نظر آتا ہے۔

☆ انسانی اخوت اور کشادہ ظرفی

اسلامی تہذیب کی ایک اہم خصوصیت مخالف نکتہ ہائے نظر کو برداشت کرنا ہے۔ اسلامی ریاست میں ہر شخص کو اپنے عقیدے پر قائم رہنے اور اس کے مطابق عمل کرنے کی پوری آزادی حاصل ہے۔ اسلام نے انسانیت کی منتشر صفوں میں اتحاد و الفت اور اخوت کی روح پیدا کی۔ عداوت، حسد، کینہ اور بغض کا خاتمہ کر دیا اور ایک دوسرے کے جانی دشمنوں کو بھائی بھائی بنا دیا۔

☆ امن و سلامتی

حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پیغمبرِ امن بن کر مبعوث ہوئے۔ عہدِ رسالت مآب خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا کسی بھی حوالے سے جائزہ لیا جائے، تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ حضور نبی اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی انقلابی جدوجہد کے بعد جزیرہ نمائے عرب ہی میں امن قائم نہیں ہوا بلکہ پوری نسلِ انسانی کو سکون اور اطمینان کی دولت حاصل ہوئی۔

☆ علم کی اہمیت

نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ پر سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی، اس کا آغاز لفظ اِقْرَاْ سے ہوا تھا جس کا معنیٰ ہے پڑھ۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Web Version of PCTB Textbook

اِقۡرَاۡ بِاسۡمِ رَبِّکَ الَّذِیۡ خَلَقَ ۚ﴿۱﴾ (سورۃ العلق:1)

ترجمہ: آپ (خَاتَمُ النَّبِیّٖن صَلَّى اللهُ عَلَیۡهِ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ وَسَلَّمَ) اپنے رب کے نام سے پڑھیے جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔

تعلیم کا یہ حکم اسلامی تہذیب کا لازمی حصہ ہے۔ اسلامی تہذیب کی بنیاد تعلیم و تعلم کے فروغ پر رکھی گئی تھی اور یہ احسن اقدام جہالت کے شکار معاشرے میں اٹھایا گیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اسلامی تہذیب نے جس خطے میں اپنے اثرات مرتب کیے ہیں وہاں علم و دانش کی شمعیں بھی روشن کی ہیں۔

عالمی تہذیبوں کی تاریخ میں اسلامی تہذیب کی یہ چند امتیازی خصوصیات ہیں، جب دنیا حکومت و سلطنت، علم و حکمت اور قیادت و سیادت کے ہر میدان میں مسلمانوں کے زیرِ نگیں تھی، تو انھی خصوصیات کی بنا پر اسلامی تہذیب ہر قوم و مذہب کے باشعور اور ذہنِ رسا رکھنے والے افراد کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کر لیتی تھی۔ لیکن جب اس کا زور جاتا رہا، اس کو سینے سے لگانی والی قوم علم و عمل میں انحطاط کا شکار ہوئی تو دوسری قوموں نے غلبہ پانا شروع کر دیا۔

مشق

☆ **درست جواب کا انتخاب کریں۔**

(i) کسی قوم کے نظریات، رہن سہن، طرزِ عمل اور عمومی رویّہ کو کہا جاتا ہے:

(الف) شہریت (ب) تہذیب (ج) جغرافیہ (د) خانہ داری

(ii) اسلامی تہذیب سے روشنی حاصل کی:

(الف) صرف اہلِ عرب نے (ب) صرف مسلمانوں نے
(ج) صرف اہلِ مغرب نے (د) تمام قوموں نے

(iii) اللہ تعالیٰ کی توحید پر کامل یقین رکھنے پر بنیاد تعمیر کی گئی ہے:

(الف) فارسی تہذیب کی (ب) ہندوستانی تہذیب کی
(ج) آریائی تہذیب کی (د) اسلامی تہذیب کی

(iv) قرآن مجید نے تمام عالم کے انسانوں کو حق، بھلائی اور خلقی شرافت و کرامت کی بنیاد پر قرار دیا:

(الف) ایک کنبہ (ب) ایک قبیلہ
(ج) ایک لشکر (د) ایک گروہ

(v) پہلی وحی میں حکم دیا گیا:

(الف) نماز کا (ب) توحید کا (ج) پڑھنے کا (د) پاک صاف رہنے کا

Web Version of PCTB Textbook

☆ مختصر جواب دیں۔

(i) تہذیب کا معنیٰ و مفہوم تحریر کریں۔ (ii) اسلامی تہذیب سے کیا مراد ہے؟

(iii) اسلامی تہذیب میں احترام رسالتِ مآب خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا کیا مقام ہے؟

(iv) اسلامی تہذیب میں انسانی اخوت اور کشادہ دلی کی کیا اہمیت ہے؟

(v) اسلامی تہذیب میں علم کی اہمیّت بیان کریں۔

☆ تفصیلی جواب دیں۔

(i) اسلامی تہذیب کے امتیازات پر جامع مضمون لکھیں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- اسلامی تہذیب سے متعلق آیات اور احادیث مبارکہ تلاش کر کے اپنے ہم جماعت ساتھیوں کو بتائیں۔
- اپنا جائزہ لیجیے کہ آپ اسلامی تہذیب و ثقافت سے کس حد تک وابستہ ہیں۔ اس میں کہاں کمی ہے اور آپ کو ایک اچھا مسلمان بننے کے لیے کیا کرنے کی ضرورت ہے۔

برائے اساتذہ کرام

- اسلامی تہذیب کے بارے میں کمرا جماعت میں مذاکرہ کروائیں۔
- طلبہ کے دل میں اسلامی تہذیب کی محبت پیدا کیجیے۔ انھیں جدید طرزِ زندگی کی روشنی میں اسلامی تہذیب کو اپنانے کے فائدے بتائیے۔

Web Version of PCTB Textbook